مسلسل اشاعت کے اکیاون سال

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

612-13 ذیقعدہ۔ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ۔اگست ستمبر ۲۰۱۶

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

سرپرست اعلیٰ مولانا سمیع الحق

مدیر اعلیٰ مولانا راشد الحق سمیع

از قلم: محمد شاہد حنیف

اشاریہ ماہنامہ ''الحق''، جلد ۵۱، ۲۰۱۶ء-۲۰۱۵ء

نقش آغاز

راشد الحق سمیع، حافظ	ماہنامہ الحق: مسلسل اشاعت کے پچاس برس [اداریہ]	اکتوبر ۳-۲/۲۰۱۵
راشد الحق سمیع، حافظ	توہین رسالت ایکٹ، بسلسلہ ممتاز قادری شہید [طبع مکرر]	فروری ۱۰-۸/۲۰۱۶
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان کو درپیش خطرات اور ---- ''دفاع پاکستان کونسل'' [اداریہ]	مئی ۲/۲۰۱۶
راشد الحق سمیع، حافظ	شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ کی المناک جدائی اور خصوصی اشاعت [اداریہ]	نومبر ۲/۲۰۱۵
راشد الحق سمیع، حافظ	کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے؟ [اداریہ]	جولائی ۶-۲/۲۰۱۶
راشد الحق سمیع، حافظ	پاکستان و ہندوستان: کشیدگی کی انتہاء [اداریہ]	اگست، ستمبر ۹-۸/۲۰۱۶

علوم القرآن و علوم الحدیث

عبدالرزاق، مولانا	نباتاتِ قرآن، خروِل (رائی)	نومبر ۶۶-۶۲/۲۰۱۵
عبدالماجد رفیق	عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کی ضرورت [۲/اقساط]	نومبر ۴۰-۳۳/۲۰۱۵ + جنوری ۴۲-۳۳/۲۰۱۶
نور محمد ثاقب	علم اصولِ حدیث کی اقسام وانواع [مع کتابیات/۴/اقساط] اکتوبر ۲۸-۲۲/۲۰۱۵ + فروری ۳۶-۲۶/۲۰۱۶ + اپریل ۳۱-۲۹/۲۰۱۶ + جولائی ۳۶-۲۸/۲۰۱۶	
سعید الحق جدون، مولانا	احادیث نبوی پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ	اگست، ستمبر ۴۰-۳۰/۲۰۱۶

محمد اسلام حقانی (مبصر)	تفسیر بیضاوی ترجمہ و تشریح از عمران عیسیٰ	اکتوبر ۶۰/۲۰۱۵
محمد اسلام حقانی (مبصر)	شرح صحیح مسلم: ایک عظیم شاہکار [شارح و مترجم مولانا عبدالقیوم حقانی]	نومبر ۶۱-۵۷/۲۰۱۵
ادارہ (مبصر)	قرآنی صفوۃ المصادر (مترجم) از محمد طارق	اپریل ۶۲/۲۰۱۶
محمد اسلام حقانی (مبصر)	قرآنی معلومات از عبدالوحید خان	اپریل ۶۳/۲۰۱۶
ادارہ (مبصر)	تفسیر المسائل والاحکام از محمد شکیل اوج	مئی ۶۳/۲۰۱۶
محمد اسلام حقانی (مبصر)	برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ از حبیب اللہ قاضی	جولائی ۶۳/۲۰۱۶

ایمان و عقائد

اسلم بیگ، مرزا	اللہ اور انسان	اپریل ۵۶-۵۳/۲۰۱۶
انوار الحق، مولانا	کائنات کے ذرّے ذرّے میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	مئی ۴۰-۳۵/۲۰۱۶
انوار الحق، مولانا	محبتِ الٰہی اور خوفِ خدا [خطبہ جمعہ/مرتب: سلمان الحق حقانی]	جولائی ۲۷-۲۳/۲۰۱۶
سمیع الحق، مولانا	زلزلے اور قدرتی آفات [اداریہ]	نومبر ۱۳-۱۱/۲۰۱۵
مجیب احمد غازی (مبصر)	قبر پر سورۂ بقرہ اوّل و آخر کی تلاوت: ایک تحقیقی جائزہ از اسد اللہ خان	جولائی ۶۳/۲۰۱۶

محمد اسلام حقانی(مع)	عذاب قبر و مسئلہ حیات الانبیاء، جمہور اہل حق کی نظر میں از عمران علی حقانی	جولائی ۲۰۱۶/۶۳
محمد اسلام حقانی(مع)	تنبیہ الولاۃ والحکام علی احکام شاتم خیر الانام از ابن عابدین شامی	اگست ستمبر ۲۰۱۶/۷۰

عظمتِ رسالتؐ

انوار الحق، مولانا	مقامِ مصطفیؐ برتر از مقامِ مسیحا [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	جنوری ۲۰۱۶/۲۸-۳۲
حزب اللہ جان(مع)	محمد رسول اللہؐ المعروف بہ سیرۃ الرسولؐ از قاضی فضل اللہ	اپریل ۲۰۱۶/۶۱
حمد اللہ قریشی	توہینِ رسالتؐ اور پاکستانی جج کے تشویشناک ریمارکس [ممتاز قادری کیس]	اکتوبر ۲۰۱۵/۴۳-۴۵
راشد الحق سمیع حقانی	توہینِ رسالتؐ کیخلاف بسلسلہ ممتاز قادری شہید [طبع مکرر]	فروری ۲۰۱۶/۸-۱۰
عبدالعظیم جانباز	اسلامی سائنسی فکر اور پیغمبرانہ انقلابؐ	مئی ۲۰۱۶/۳۱-۳۶
عبدالعظیم جانباز	واقعہ معراج مصطفیؐ اور جدید سائنس	جنوری ۲۰۱۶/۴۳-۵۲
انوار الحق، مولانا	اسوہ رسول اکرمؐ: بچوں پر شفقت و رحمت [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	اگست ستمبر ۲۰۱۶/۲۵-۲۹

محمد اسلام حقانی(مع)	خوشبوئے رسولؐ از محمد احسان اللہ فاروق	جولائی ۲۰۱۶/۶۳
محمد اسلام حقانی(مع)	جمال محمدیؐ درس بخاری کے آئینے میں ----- از مولانا یوسف متالا	اگست ستمبر ۲۰۱۶/۷۱
محمد اسلام حقانی(مع)	جمال محمدی کی جلوہ گاہیں ----- از مولانا یوسف متالا	اگست ستمبر ۲۰۱۶/۷۲

اسلام اور معاشرت

انوار الحق، مولانا	اعمالِ صالحہ میں مسابقت [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	نومبر ۲۰۱۵/۲۷-۳۳
انوار الحق، مولانا	ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	اکتوبر ۲۰۱۵/۱۳-۱۸
انوار الحق، مولانا	گھریلو تنازعات کا حل [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	فروری ۲۰۱۶/۱۹-۲۵
محمد حسین	معاشرتی جھگڑے سیرتِ رسولؐ کے تناظر میں	فروری ۲۰۱۶/۶۲-۶۸

محمد اسلام حقانی(مع)	اسراف کیا ہے؟! از اسعد اللہ حقانی	نومبر ۲۰۱۵/۷۱
محمد اسلام حقانی(مع)	مدنی معاشرہ از یونس پالن پوری	مئی ۲۰۱۶/۶۳

تعلیم و تعلم اور مدارس

سمیع الحق، مولانا	مدارس کے خلاف عالمی ایجنڈا [اداریہ]	جنوری ۲۰۱۶/۲-۴
محمد حذیفہ وستانوی	مدارس میں علمی زوال کے اسباب اور حل [۲/اقساط]	فروری ۲۰۱۶/۵۵-۶۱ + اپریل ۲۰۱۶/۳۲-۴۳
واضح رشید حسنی ندوی	مسلمانوں کے نظام تعلیم میں تبدیلی	فروری ۲۰۱۶/۲۷-۴۳
ادارہ	دینی مدارس کا نصاب تعلیم: دہشت گردی روکنے کا عظیم نیٹ ورک [بشکریہ روزنامہ نئی بات]	جنوری ۲۰۱۶/۶-۸
پروفیسر توقیر عالم فلاحی	طلبہ کی شخصیت سازی میں اساتذہ مدارس کا کردار	اگست ستمبر ۲۰۱۶/۵۳-۶۵

محمد اسلام حقانی(مع)	فضیلتِ علم از ابوبکر صدیق	مئی ۲۰۱۶/۶۲

عبادات

انوار الحق، مولانا	روزہ کا مقام، اہمیت اور مسائل [خطبہ جمعہ/ مرتب: سلمان الحق حقانی]	اپریل ۲۰۱۶/۱۷-۲۳

عبدالحق، مولانا | برکاتِ رمضان [خطبہ جمعۃ المبارک] | مئی ۲۰۱۶/ ۱۰-۱۷

محمد اسلام حقانی (مبصر) | کتاب الصلوٰۃ فی الاحادیث النبویہ از اسعد محمود ملک | جنوری ۲۰۱۶/ ۶۳
محمد اسلام حقانی (مبصر) | مجموعہ وظائف از .... | اپریل ۲۰۱۶/ ۶۳
محمد اسرار مدنی (مبصر) | فتاوی عثمانیہ از مولانا مفتی غلام الرحمٰن | اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۶۸
محمد اسلام حقانی (مبصر) | غنیة المتملی فی شرح منیة المصلی از الشیخ ابراہیم الحلبی | اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۷۰

دعوت و تبلیغ اور علمی خزائن

ابوالحسن علی ندوی، سید | وقت کا ایک بڑا جہاد دین پہنچانا جو امانت [جدید فضلا کی خدمت] | اپریل ۲۰۱۶/ ۲۳-۲۸

زاہد الراشدی، مولانا | مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات: تاریخی دستاویز [مکتوب] | مئی ۲۰۱۶/ ۵۹
سمیع الحق، مولانا | عہدِ طالب علمی کے (ڈائری سے) چند علمی منتخبات [مرتب: عرفان الحق حقانی] قسط ۳۰ تا ۳۶
اکتوبر ۲۰۱۵/ ۷-۱۲+ نومبر ۲۰۱۵/ ۱۵-۲۶+ جنوری ۲۰۱۶/ ۱۹-۲۷+ فروری ۲۰۱۶/ ۱۱-۱۸+
اپریل ۲۰۱۶/ ۶-۱۶+ مئی ۲۰۱۶/ ۱۸-۳۳+ جولائی ۲۰۱۶/ ۱۱-۲۲+ اگست ستمبر/ ۱۵-۲۳
سمیع الحق، مولانا | مولانا سمیع الحق کی ڈائری اور علمی منتخبات، مرتب عرفان الحق حقانی [پیش لفظ] | اپریل ۲۰۱۶/ ۴-۵

محمد اسرار بن مدنی (مبصر) | انوارِ حق (مواعظ و خطبات مولانا انوار الحق) [مرتب: عرفان الحق حقانی] | جنوری ۲۰۱۶/ ۶۳

اسلام اور اقتصادیات

فدا محمد، مفتی | بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈز کے شرعی احکام | اکتوبر ۲۰۱۵/ ۳۰-۳۳

ادارہ (مبصر) | فتح المنان فی حکم البیع اذا ظہر فیہ الزیادۃ و النقصان از عبید الرحمٰن حقانی | نومبر ۲۰۱۵/ ۷۲
محمد اسلام حقانی (مبصر) | فتح المنان فی حکم البیع من الزیادہ از عبید الرحمٰن حقانی | جنوری ۲۰۱۶/ ۶۳

تصویرِ وطن

ادارہ | ایرانی صدر ڈاکٹر روحانی کی پاکستان آمد پر مولانا سمیع الحق کا خطاب [اداریہ] | فروری ۲۰۱۶/ ۶-۷
ادارہ | تحفظِ حقوقِ نسواں بل اور ممتاز قادری شہید کی پھانسی [اداریہ] | فروری ۲۰۱۶/ ۲-۵
انصار عباسی | عمران خان دشمنی میں جھوٹ تو مت بیچیں | جولائی ۲۰۱۶/ ۵۳-۵۵
راشد الحق سمیع، حافظ | پاکستان کو درپیش خطرات اور...... "دفاعِ پاکستان کونسل" [اداریہ] | مئی ۲۰۱۶/ ۲
سمیع الحق، مولانا | سقوطِ ڈھاکہ میں بنیادی کردار نظریہ پاکستان سے انحراف [خطاب] | نومبر ۲۰۱۵/ ۸-۱۰
محمد اسرار بن مدنی | آل پارٹیز مشاورتی اجلاس اور دفاعِ پاکستان کونسل کی بحالی | مئی ۲۰۱۶/ ۳-۹
محمد طاہر، قاری | تحتِ پاکستان کی کہانی، حالات کی زبانی | جولائی ۲۰۱۶/ ۳۳-۳۶
راشد الحق سمیع، حافظ | پاکستان و ہندوستان: کشیدگی کی انتہا [اداریہ] | اگست، ستمبر ۲۰۱۶/ ۸-۹
مرزا اسلم بیگ | پاک افغان مفادات ہماری منزل و قومی مفادات مشترک ہیں"......سلامتی | اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۳۱-۳۴

سیر و سوانح، خدمات و تذکرے

راشد الحق سمیع، حافظ | شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہؒ کی المناک جدائی اور خصوصی اشاعت [اداریہ] | نومبر ۲۰۱۵/ ۲

سمیع الحق، مولانا	ماہنامہ الحق کی خصوصی اشاعت بیاد ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ [اداریہ]	اپریل ۳-۲/۲۰۱۶
سمیع الحق، مولانا	مولانا عبدالقیوم حقانی کی ادبی کاوش تساعتے باہل حق [اداریہ]	جنوری ۵/۲۰۱۶
عائشہ خاتون	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی حدیثی خدمات: ایک مطالعہ	نومبر ۵۱-۴۷/۲۰۱۵
عرفان الحق حقانی	ایک صالحہ خاتون کا تذکرہ: والدہ محترمہ مولانا رشید احمد سواتی	مئی ۵۷-۵۵/۲۰۱۶
عرفان الحق حقانی	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیقؒ (ملتان) کی وفات	فروری ۴۸-۴۷/۲۰۱۶
عرفان الحق حقانی	شیخ المشائخ مولانا سید محمود مندل باباجیؒ کی وفات	فروری ۴۶-۴۴/۲۰۱۶
عرفان الحق حقانی	مولانا عبدالمجید حقانیؒ کی وفات	فروری ۴۹-۴۸/۲۰۱۶
عرفان الحق حقانی	مولانا عبداللہ اشرفیؒ کی وفات [مہتمم جامعہ اشرفیہ]	فروری ۵۳-۵۲/۲۰۱۶
عرفان الحق حقانی	مولانا محمد اکبر حقانیؒ (کشمیری) کی وفات	فروری ۵۱-۵۰/۲۰۱۶
عرفان صدیقی	ملا محمد حسن رحمانی کی شخصیت	جنوری ۱۵-۱۱/۲۰۱۶
فضل اللہ حقانی	جسٹس جاوید اقبال: شخصیت و کردار	اکتوبر ۵۳-۵۲/۲۰۱۵
فضل اللہ حقانی	جنرل حمید گلؒ کی رحلت [مکتوب]	اکتوبر ۵۷/۲۰۱۵
محمد عبداللہ، قاری	"شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہؒ" نمبر: تاریخی دستاویز [مکتوب]	مئی ۵۸/۲۰۱۶
یحییٰ احمد حقانی	علم و عمل کا درخشندہ ستارہ مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ	اکتوبر ۵۱-۴۶/۲۰۱۵
ابوالمعز حقانی	حضرت مولانا قاضی فضل منان حقانی عمرزئی کی رحلت	نومبر ۵۶-۵۵/۲۰۱۵

ادارہ (مبصر)	تذکرہ علماءِ خیبر پختونخوا از محمد قاسم بن محمد امین	جولائی ۶۲/۲۰۱۶
ادارہ (مبصر)	تذکرہ علماءِ صوابی از ضیاء اللہ جدون	جولائی ۶۲/۲۰۱۶
ادارہ (مبصر)	صحبتے با شیخ مدنیؒ (مولانا سید شیر علی شاہ) [مرتب: عرفان الحق حقانی]	اپریل ۶۱/۲۰۱۶
عارف اقبال (مبصر)	سوانح مولانا سمیع الحق از مولانا عبدالقیوم حقانی [بشکریہ اردو بک ریویو نئی دہلی]	فروری ۷۷-۷۳/۲۰۱۶
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	الحاج بشیر احمد زرگر کا تذکرہ از عبدالشکور عظیم	اکتوبر ۶۰/۲۰۱۵
محمد اسلام حقانی (مبصر)	وہ جو بیچتے تھے دوائے دل (تذکرہ) از خالد سیف اللہ رحمانی	اپریل ۶۳/۲۰۱۶
محمد اسرار بن مدنی (مبصر)	نقوشِ حیات حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ	اگست ستمبر ۶۹/۲۰۱۶
محمد اسلام حقانی (مبصر)	مشائخ احمد آباد ۔۔۔۔ از مولانا یوسف متالا	اگست ستمبر ۷۲/۲۰۱۶

افغانستان اور افغانی شخصیات

اسلم بیگ، مرزا	افغانستان میں امن کی تلاش	مئی ۵۰-۴۷/۲۰۱۶
اسلم بیگ، مرزا	قندوز کی جنگ کے مضمرات [جلال الدین حقانی کی کہانی]	اکتوبر ۲۱-۱۹/۲۰۱۵
رحیم اللہ یوسفزئی	تحریک طالبان افغانستان کے رہنما ملا محمد حسن رحمانی کا انتقال	جنوری ۱۰-۹/۲۰۱۶
محمد اسرار بن مدنی	افغان طالبان کا فکری پس منظر بیدو الفعاوی کے تناظر میں	جنوری ۶۰-۵۶/۲۰۱۶
محمد ایوب ڈیروی	دارالعلوم حقانیہ اور افغان جہاد؟ صحافتی بددیانتی (سلیم صافی کی) کا دور مجموعہ	جولائی ۵۲-۴۷/۲۰۱۶

دیگر عالمی ممالک

اسلم بیگ، مرزا	سعودی عرب ایران تنازعہ: علاقائی سلامتی کے تقاضوں کی ترتیب نو	جنوری ۱۸-۱۶/۲۰۱۶
عبدالکریم شاہ	کیا امریکہ بکھر جائے گا؟	جنوری ۵۵-۵۳/۲۰۱۶

عنایت اللہ ندوی	لیبیا: تاریخی پس منظر اور موجودہ صورت حال	اپریل ۲۰۱۶/۴۵-۴۷
محمد عاصم حفیظ	اردگان کو "ہٹلر" بنانے کی مہم اور "انقلابی ہولوکاسٹ"	جولائی ۲۰۱۶/۴۱-۴۲
محمد نفیس خاں نغوی	مسلم ممالک کا فوجی اتحاد؛ اندیشے، اُمیدیں	نومبر ۲۰۱۵/۴۱-۴۳

اسلام اور مغرب

سمیع الحق، مولانا	دہشت گردی کے اصل محرکات: اسباب اور علاج [اسلامی یونیورسٹی میں خطاب]	نومبر ۲۰۱۵/۳-۷
خالد جامعی، سید	مغربیت اور جدیدیت کی علمی تردید کے چند مراحل	نومبر ۲۰۱۵/۵۲-۵۳
طارق اقبال	چاند کا دو ٹکڑے ہونا اور جدید سائنس	فروری ۲۰۱۶/۶۹-۷۲
محمد نفیس خاں ندوی	اسلاموفوبیا	مئی ۲۰۱۶/۵۱-۵۴
محمد رابع حسنی ندوی	مغربی استعمار کا فکری و ثقافتی تسلط	جولائی ۲۰۱۶/۳۷-۴۰
محمد واضح رشید ندوی	مغرب اور دہشت گردی	اگست، ستمبر ۲۰۱۶/۴۴-۴۹

"خطباتِ مشاہیر" پر آراء

اسداللہ خان	خطباتِ مشاہیر [مرتب: مولانا سمیع الحق]	نومبر ۲۰۱۵/۴۴-۴۶
حبیب اللہ حقانی	تقریبِ رونمائی منبر حقانیہ سے خطباتِ مشاہیر [رپورٹ تقاریر]-۲	اکتوبر ۲۰۱۵/۲۹-۳۹
سلیم اللہ خان، مولانا	خطباتِ مشاہیر [مرتب: مولانا سمیع الحق]	اکتوبر ۲۰۱۵/۶
محمد زرولی خان، مفتی	خطباتِ مشاہیر [مرتب: مولانا سمیع الحق/مکتوب]	اکتوبر ۲۰۱۵/۵۴-
محمد عبدالمعبود، مولانا	خطباتِ مشاہیر [مرتب: مولانا سمیع الحق/مکتوب]	اکتوبر ۲۰۱۵/۵۵-۵۶

کتابیات و اشاریے

محمد ابراہیم فانی، مولانا	الحق کے اشاریہ کے بارے میں تحسینی کلمات [طبع کردہ راقم]	اکتوبر ۲۰۱۵/۳-۵
	اشاریہ ماہنامہ برہان دہلی [مرتب: محمد شاہد حنیف/اشتہار]	فروری ۲۰۱۶/۳۶
محمد اسرار بن مدنی (مہر)	کتابیاتِ مفتی اعظمؒ از بشیر حسین حامد	اکتوبر ۲۰۱۵/۶۰

دارالعلوم حقانیہ:

ادارہ	دارالعلوم کی امداد پر سابق صدر زرداری اور وفاقی وزیر کے بیان پر تبصرہ	جولائی ۲۰۱۶/۷-۸
راشد الحق سمیع حافظ	کیا حقانیہ حکومتی فنڈ لینے والا پہلا مدرسہ ہے؟ [اداریہ]	جولائی ۲۰۱۶/۲-۶
نوید مسعود ہاشمی	جناب زرداری اور دارالعلوم حقانیہ	جولائی ۲۰۱۶/۵۶-۵۸

اساطینِ علم کی دارالعلوم حقانیہ آمد

صاحبزادہ اسامہ سمیع	شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ کی دارالعلوم آمد اور خطاب	اگست، ستمبر ۲۰۱۶/۱۰-۱۲

جامعہ کے شب و روز از قلم "حامد الحق حقانی"

○ دارالعلوم کی مجلس تعلیمی کا اجلاس----- اکتوبر ۲۰۱۵/ ۵۸ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار و مصروفیات' اکتوبر ۲۰۱۵/ ۵۸ ○ قربانی کھالوں کے لیے وسطی اضلاع میں کیمپوں کا انعقاد' اکتوبر ۲۰۱۵/ ۵۹ ○ اساتذۂ دارالعلوم کی حج سے واپسی' اکتوبر ۲۰۱۵/ ۵۹ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار و مصروفیات' نومبر ۲۰۱۵/ ۶۷ ○ اہم وفود و شخصیات کی دارالعلوم آمد بسلسلہ تعزیت مولانا شیر علی شاہؒ نومبر ۲۰۱۵/ ۶۸ ○ جامع مسجد شیخ الحدیثؒ کے سلسلے میں مردان میں مشاورتی اجلاس' نومبر ۲۰۱۵/ ۶۹ ○ دعائے مغفرت کی اپیل' نومبر ۲۰۱۵/ ۶۹ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار و

معروفیات جنوری ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ تقریب تقسیم انعامات، ششماہی امتحانات وتعطیلات جنوری ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ اہم وفود و شخصیات کی دارالعلوم آمد جنوری ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ جامع مسجد شیخ الحدیثؒ کے حوالے سے مشاورتی اجلاس جنوری ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ جامع مسجد شیخ الحدیثؒ کے سلسلے میں بنگلو میں مشاورتی اجلاس جنوری ۲۰۱۶/ ۶۲ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار و معروفیات فروری ۲۰۱۶/ ۷۸ ○ ممتاز قادری شہید کے حوالے سے تعزیتی جلسہ فروری ۲۰۱۶/ ۷۸ ○ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی قائدین کا دورۂ لاہور فروری ۲۰۱۶/ ۷۸ ○ جمعیت علماء اسلام کا اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاس، فروری ۲۰۱۶/ ۷۹ ○ مہمانوں کی آمد فروری ۲۰۱۶/ ۷۹ ○ دُعائے مغفرت کی اپیل فروری ۲۰۱۶/ ۷۹ ○ جلسہ دستار بندی وتقریب ختم بخاری اپریل ۲۰۱۶/ ۵۷ ○ سالانہ امتحانات وتعطیلات اپریل ۲۰۱۶/ ۵۷ ○ مجلس شوریٰ کا اہم اجلاس اپریل ۲۰۱۶/ ۵۷ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار ومصروفیات اپریل ۲۰۱۶/ ۵۸ ○ جامع مسجد شیخ الحدیثؒ کی تعمیر، تاریخی محراب کی منتقلی وتنصیب اپریل ۲۰۱۶/ ۵۹ ○ مدرس جامعہ حقانیہ مولانا رشید احمد سواتی کی والدہ کی وفات، اپریل ۲۰۱۶/ ۵۹ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار ومصروفیات مئی ۲۰۱۶/ ۶۰ ○ مسافرانِ آخرت مئی ۲۰۱۶/ ۶۰ ○ نئے تعلیمی سال کی افتتاحی تقریب، جولائی ۲۰۱۶/ ۵۹ ○ مولانا سمیع الحق کے اسفار ومصروفیات، جولائی ۲۰۱۶/ ۵۹ ○ دارالعلوم میں مہمانوں کی آمد، جولائی ۲۰۱۶/ ۶۰ ○ مسافرانِ آخرت، بابر حنیف (انچارج شعبہ کمپیوٹر) کے والد کی وفات جولائی ۲۰۱۶/ ۶۰ ○ دُعائے صحت کی اپیل، جولائی ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ دارالعلوم کے اساتذہ کرام کا سفر حرمین شریفین، جولائی ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ دُعائے صحت کی اپیل، جولائی ۲۰۱۶/ ۶۱ ○ حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاعِ پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس، اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۶۶ ○ حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کی دارالعلوم آمد، اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۶۷ ○ مسافرانِ آخرت، اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۶۷ ○ اساتذہ دارالعلوم کی حج بیت اللہ کی زیارت، اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۶۷

ادارہ — تعلیمی سال کا شیڈول ۳۷-۱۴۳۶ھ ۱۶-۲۰۱۵ء — اپریل ۲۰۱۶/ ۶۰ + مئی ۲۰۱۶/ ۶۱

ادارہ — جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس اور قرار دادیں — جولائی ۲۰۱۶/ ۹-۱۰

حبیب اللہ حقانی — تقریب دستار بندی وختم بخاری شریف کا آنکھوں دیکھا حال [دارالعلوم حقانیہ] — اپریل ۲۰۱۶/ ۴۸-۵۳

متفرقات

راشد الحق سمیع حافظ — ماہنامہ الحق: مسلسل اشاعت کے پچاس برس [اداریہ] — اکتوبر ۲۰۱۵/ ۲-۳

محمد شرف عالم کریمی قاسمی — کعبہ مقدسہ ومکہ مکرمہ میں برائی کا گناہ اور وبال — اگست ستمبر ۲۰۱۶/ ۵۰-۵۲

ادارہ (تبصرہ) — راہزن (قادیانیت کی ہوش ربا کہانی) [مرتب: محمد طیب حقانی] — اپریل ۲۰۱۶/ ۶۳

بہادر خان حقانی (تبصرہ) — انمول خزائن (زیرِ مطالعہ کتب سے ...) از احسان اللہ اشرفی — مئی ۲۰۱۶/ ۶۳

عرفان الحق حقانی (تبصرہ) — بیاناتِ اکابر (تبلیغی جماعت کے بزرگوں کے قیمتی خطبات) [مرتب: بشیر حسین حامد] — فروری ۲۰۱۶/ ۸۰

محمد اسرار ابن مدنی (تبصرہ) — ماہنامہ صفدر گجرات کا "فتنۂ غامدی" نمبر [مدیر: جمیل الرحمٰن عباسی] — نومبر ۲۰۱۵/ ۷۰

محمد اسلام حقانی (تبصرہ) — التحقیق الحسن فی تائید آثار السنن (بجواب مولانا نذیر حسین) از ظہور احمد الحسینی — اکتوبر ۲۰۱۵/ ۶۱

محمد اسلام حقانی (تبصرہ) — الدلیل الضروری لمسائل القدوری از امجد حسن خان — مئی ۲۰۱۶/ ۶۲

محمد اسلام حقانی (تبصرہ) — آسان میراث، کمال از محمد عثمان ٹوپی والا — مئی ۲۰۱۶/ ۶۳

محمد اسلام حقانی (تبصرہ) — مسواک کرنا سنت بھی اور صحت بھی از گوہر الرحمٰن نقشبندی — فروری ۲۰۱۶/ ۸۰

☆ ☆ ☆

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

جلد نمبر ---------- 51

شمارہ نمبر ------ 11_12

ذیقعدہ ذی الحجہ ------ ۱۴۳۷ھ

اگست، ستمبر ------ 2016

مدیر اعلیٰ	نگران	مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: پاکستان و ہندوستان: کشیدگی کی انتہا پر ---------- مولانا راشد الحق سمیع ۸
- شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور خطاب ----- صاحبزادہ اسامہ سمیع ۱۰
- عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات ----- مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی ۱۵
- اسوہ رسول اکرمؐ: بچوں پر شفقت و رحمت ---------- حضرت مولانا حافظ انوار الحق ۲۵
- احادیث نبویؐ پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ ---------- مولانا سعید الحق جدون ۳۰
- پاک افغان مفادات: "ہماری منزل اور قومی مفادات مشترک ہیں" ---------- جنرل مرزا اسلم بیگ ۴۱
- مغرب اور دہشت گردی ---------- مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی ۴۴
- کعبہ مقدسہ و مکہ مکرمہ میں برائی کا گناہ اور وبال ---------- مولانا محمد شرف عالم کریمی قاسمی ۵۰
- طلبہ کی شخصیت سازی میں اساتذۂ مدارس کا کردار ---------- پروفیسر توقیر عالم فلاحی ۵۳
- دارالعلوم کے شب و روز ---------- مولانا حامد الحق حقانی ۶۶
- تعارف و تبصرہ کتب ---------- مولانا اسرار ابن مدنی ۶۸

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔ فون نمبر: +92 923 -630435

ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com فیکس نمبر: +92 923 -630922

فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/30 روپے۔ سالانہ -/350 روپے۔ بیرون ملک 35$ امریکی ڈالر

پبلشر: مولانا سمیع الحق، مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور

کمپوزنگ: بابر حنیف

نقشِ آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم راشد الحق سمیع

پاکستان و ہندوستان: کشیدگی کی انتہا پر

برصغیر کے دو اہم ترین ممالک پاکستان اور ہندوستان تقسیم ہند کے بعد مسلسل تناؤ، کشیدگی بلکہ تین جنگوں سے گزر چکے ہیں اور سرحدوں پر آئے روز فائرنگ تقریباً معمول بن چکی ہے۔ اس کشیدگی کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے اہم ترین ایشو مسئلہ کشمیر ہے، جس کے تصفیہ کے لئے ہندوستان شروع دن سے تال مٹول سے کام لے رہا ہے جبکہ دوسری طرف مقبوضہ کشمیر کے لاکھوں کشمیری جد وجہد آزادی کے لئے فلسطینیوں کی طرح مسلسل آگ و خون کے سمندر میں غوطہ زن ہیں۔ ابتداء نے پاکستان نے بھی مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے اپنی بھرپور کوششیں مختلف پلیٹ فارمز پر کی تھیں، گوکہ کچھ عرصہ سے اسے مکمل طور پر سرد خانہ کے سپرد کردیا گیا تھا اور اس کو غیر ضروری قرار دے کر پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ (ن) نے اپنی ترجیحات سے نکال دیا تھا، لیکن تین ماہ قبل کشمیر میں بھارتی فوج کی نئی تازہ جارحیت نے وہاں کی نوجوان نسل میں ظلم و جبر کے خلاف جاری جد وجہد آزادی کی چنگاری کو اچانک شعلہ جوالہ میں تبدیل کردیا اور ایک سو آٹھ کشمیریوں نے جد وجہد آزادی کی تحریک کو شہادت اور اپنے پاکیزہ گرم خون سے ہندوستانی فوج کی پھیلائی ہوئی دہشت گردی اور تشدد سے بنی زنجیروں کو پگھلانا شروع کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے کشمیر کی تحریک آزادی نے ایک نیا موڑ اختیار کرلیا۔ پے در پے شہادتوں اور زخمیوں کی آہ و بکاں نے دنیا بھر میں ہندوستانی فوج کے تشدد اور مظالم کی رپورٹس اور تصاویر نے یہ پیغام پہنچادیا کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام پاکستان کے ساتھ الحاق کی خواہش اور اپنے قانونی حق سے ۷۰ سال بعد بھی ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ ہندوستان کئی بار ایسے گمراہ کن اعلانات کرتا رہتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کوئی ایشو نہیں رہا اور ہم نے اسے ہمیشہ کیلئے ختم کردیا ہے، لیکن ہندو انتہاپسند حکمران جماعت اور اس کے تنگ نظر متعصب ظالم حکمران مودی کے دور حکومت میں ہی مسئلہ کشمیر ایک بار پھر دنیا کے لئے فلیش پوائنٹ بن چکا ہے، اس پر مودی سرکار کی مزید بیوقوفی اور حماقت دیکھئے کہ اُڑی کے ایک فوجی اڈے پر مشکوک حملے کو جواز بنا کر اپنی افواج کو پاکستان پر حملہ آور ہونے کیلئے احکامات اور اعلانات کررہی ہے، جس سے دونوں ممالک کی افواج ایک دوسرے کے خلاف مکمل تیاریوں کے ساتھ سرحدوں اور دیگر حساس مقامات پر تیار اور چوکس ہوگئی ہیں۔ ایٹمی حیثیت کے حامل دو ممالک کے درمیان جنگ کے بادلوں نے دنیا بھر میں تشویش کی لہر دوڑا دی ہے اور ان دنوں مسئلہ کشمیر کی اہمیت وافادیت اس کے تصفیے اور اس کے

تاریخی پس منظر پر دنیا بھر کے میڈیا میں بحث وتمحیص جاری ہوگئی ہے۔پھر اس بار خلاف توقع وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف کا اقوام متحدہ کے سربراہی اجلاس میں مسئلہ کشمیر پر تقریر بھی کافی موثر اور پاکستانی و کشمیریوں کے جذبات کی ترجمان نظر آئی۔گوکہ بعض حلقے اسے پاک فوج کی تیار کردہ تقریر کہہ رہے ہیں کیونکہ نواز شریف جس کا بہت بڑا ذاتی کاروبار ان دنوں ہندوستان میں چل رہا ہےاور ایک قسم کا بھارت کا کاروباری پارٹنر ہے،اس سے اس قسم کی گرم جوشی اور عوامی ترجمانی کی توقع اچنبے اور خلاف روایت گردانی جارہی ہےلیکن پھر بھی غنیمت اور قابل ستائش ہے۔

بہرحال اس تمام تناظر میں یہ بات خارج از امکان قرار دی جاتی ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان کوئی بڑی خوفناک جنگ ہونے والی ہے۔جنگ دونوں ممالک کیلئے انتہائی تباہ کن نتائج کی حامل ہے،دونوں ممالک کے غریب عوام دن بدن غربت وافلاس کی لکیر سے بھی نیچے جارہے ہیں،دونوں ممالک کے بڑے بڑے سرکاری محکمے اور ادارے کرپشن،نااہلی اور زبوں حالی سے دوچار ہیں۔اقتصادی صورتحال بھی بد سے بدتر ہے اور بڑھتے قرضوں کے بوجھ سے ملک دبا جارہا ہے،پھر پاکستان کے انتہائی بہترین معیار کے ایٹمی میزائل ٹیکنالوجی کی موجودگی میں بھارت کے کسی بھی جارحانہ اقدام کا جوابی ردعمل بہت بڑے انسانی اور معاشرتی المیہ کو جنم لے سکتا ہے۔محدود جنگ کا تصور بھی اب قصہ پارینہ بن چکا ہے،کیونکہ چنگاری سے آگ کا طوفان بننے میں اب عرصے نہیں بلکہ لمحے لگتے ہیں۔ساحر لدھیانوی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے:

جنگ مشرق میں ہوکر مغرب میں　　امن عالم کا خون ہے آخر
بم گھروں پہ گریں کہ سرحد پر　　روح تعمیر زخم کھاتی ہے
کھیت اپنے جلے کہ اوروں کے　　زیست فاقوں سے تلملاتی ہے
جنگ تو خود ہی ایک مسئلہ ہے　　جنگ کیا مسئلوں کا حل دے گی

پاکستان کی افواج گزشتہ دس برس سے زائد حالت جنگ سے گزر رہی ہے،اس کیلئے بھارت سے دو دو ہاتھ کرنا مشکل نہیں لیکن پھر بھی ہم سمجھتے ہیں کہ جنگ دونوں ممالک کے درمیان مسائل کا حل نہیں، بھارت حقیقت سے آنکھیں نہ چرائے اور پاکستان کیساتھ بغیر کسی شرائط کے سنجیدہ مذاکرات کیلئے ٹیبل ٹاک کرے اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد کرے تب ہی اس کی مسئلہ کشمیر سے باعزت جان بخشی ہوسکتی ہے ورنہ ۷۰ سال کے بجائے اگر مزید ۷۰۰ سال گزر جائیں تو بھی پاکستان مسئلہ کشمیر کو نہ بھول سکتا ہے اور نہ کشمیری حق خودارادیت سے دستبردار ہونے کیلئے تیار ہوں گے،دونوں ممالک کی بہتری اسی میں ہے کہ دونوں کسی ممکنہ فارمولے پر متفق ہوجائیں اور اپنی توانائیاں مفلوک الحال عوام پر خرچ کریں۔

صاحبزادہ اسامہ سمیع

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی دارالعلوم حقانیہ آمد اور خطاب

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نائب صدر دارالعلوم کراچی پشاور اور نوشہرہ کے مختصر دورہ پر ۷ ستمبر ۲۰۱۶ء کو تشریف لائے۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی اکوڑہ خٹک میں موجودگی کی اطلاع اور فون پر رابطے کے بعد دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور طلباء دارالعلوم کے عظیم اجتماع سے اصلاحی خطاب فرمایا اور طلباء دورہ حدیث کو اجازت حدیث سے نوازا۔ خطاب کو محمد اسامہ سمیع نے ٹیپ ریکارڈ سے قلمبند کر کے افادہ عام کے لئے پیش کیا جا رہا ہے ------------ (ادارہ)

آغاز سخن

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین وعلی کل من تبعھم باحسان الی یوم الدین امابعد!

حضرات علماء کرام! میرے نہایت عزیز اور قابل قدر ساتھیو: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

واقعہ یہ ہے کہ رات جب حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم نے مجھے فون کیا تو ان کا فون تو ایک مہمیز بن گیا ورنہ جب یہاں آنے کا پروگرام بنایا تھا تو مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ جس جگہ پروگرام ہے وہ دارالعلوم کہ اتنے قریب ہے، اس کے باوجود میرے لاشعور میں یہ بات داخل تھی کہ میں مولانا سمیع الحق صاحب سے ملاقات کئے بغیر نہیں گزر سکتا۔

مولانا سمیع الحق سے ساٹھ سالہ نیازمندانہ تعلق

وجہ اس کی یہ ہے کہ جیسے مولانا نے فرمایا ہمارا ساٹھ سالہ دیرینہ تعلق ہے، اس لئے کہ پہلی ملاقات میری مولانا سے 1956ء میں ہوئی تھی جبکہ آپ میں سے اکثر لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے اکثر کے

باپ بھی شاید پیدا نہ ہوئے ہوں تو 1956ء سے آج 2016ء تک باسٹھ سال ہو گئے، تو ہمارا باسٹھ سالہ نیازمندانہ تعلق رہا ہے، پہلے نیازمندانہ تھا بعد میں دوستانہ ہوا، پھر یارانہ، تو اس کے نتیجے میں جب زیادہ مدت ہو جاتی ہے ان سے ملاقات کو یا ان کی زیارت کو تو دل میں ایک طلب پیدا ہونے لگتی ہے اور اگر یارانہ کہوں تو دل میں خارش ہونے لگتی ہے تو اسلئے یہ میرے لئے قابل تصور نہیں تھا کہ میں نوشہرہ آؤں اور مولانا سے نہ ملوں لیکن میں نے جان بوجھ کر اطلاع نہیں دی۔

مولانا سمیع الحق کو سرپرائز

اور میرا ارادہ تھا کہ چپکے سے ان کو ایک مفاجئۃ (سرپرائز) سا رکھ دوں گا، وجہ اس کی یہ ہے کہ مجھے اپنے جوتوں کی بھی حفاظت کرنی تھی اور اپنے چشمے کی بھی اور اپنے کپڑوں کی بھی اور اپنے جسم کی بھی، (پچھلے سال آمد کے موقع پر طلبا استقبالی ہنگامہ میں وفور شوق سے آداب کو ملحوظ نہ رکھ سکے تھے بازارہ تفنن اس طرف اشارہ ہے) لیکن مولانا کی زیارت کر کے آنکھوں کو بیٹنک ٹھنڈی کرنا چاہتا تھا تو اس لئے میرا خیال تھا کہ چپکے سے مولانا کے گھر پر آؤں گا اور مولانا کی زیارت کر کے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں گا لیکن مولانا کو کسی طرح خبر پہنچ گئی۔ آج کل خبروں کا نظام ایسا ہے کہ کوئی چیز خفیہ نہیں رہی، دنیا سے پرائیویسی ختم ہی ہو گئی، بہر حال مولانا تک خبر پہنچ گئی تو مولانا نے فون فرمایا الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے حاضری کی یہ نعمت عطا فرمائی اور یہ جو میں کہہ رہا تھا کہ مولانا کی زیارت مقصود تھی، اصل اور سچی بات تو یہی ہے لیکن اس کی وجہ یہ نہیں کہ طلباء سے معاذ اللہ کوئی اعراض ہے لیکن خیال یہ تھا کہ اتفاق سے کل صبح سے مسلسل تقریباً سفر پر ہوں اور اس وقت بھی سفر درپیش ہے تو وہ حافظ کا شعر یاد آتا ہے......

مرا در منزل جانان چہ امن عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محمل ہا

تو اس وجہ سے جانے کی جلدی ضرور ہے۔

دو فارسی اشعار

لیکن ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں، مولانا نے پتہ نہیں آج سے کتنے سال پہلے مجھے فارسی کے دو اشعار سنائے تھے، اب پتہ نہیں کہ فارسی سمجھنے والے بھی کوئی لوگ دنیا میں ہیں کہ نہیں، جو مجھے بہت پسند بھی تھے اور بہت کثرت سے انہیں نقل بھی کرتا ہوں اور اب وہ اپنا حال بنتے جا رہے ہیں وہ ابو طالب کلیم کاشانی کے شعر ہے......

بدنامی حیات دو روزے نہ بود بیش
آں ہم باتو کلیم چہ گویم چساں گذشت

کہ حیات کی زندگی جو ہے وہ دو روز سے زیادہ کی زندگی نہیں وہ بھی میں تمہیں کس طرح بتاؤں کہ دو روز کی زندگی کس طرح گزری؟

یک روز صرف بستن دل شد بہ ایں و آن
روز دگر بہ کندن دل زین و آن گذشت

کہ ایک دن اس میں گزرا کہ دل کبھی اِس پہ لگا دیا کبھی اُس پہ لگا دیا، کبھی اِس سے لگا دیا اور دوسرا دن اُس میں گزرا کہ جہاں جہاں لگایا تھا وہاں وہاں سے اُکھاڑ لو، یہاں سے اُکھاڑ لو وہاں سے اُکھاڑ لو تو اس میں دوسرا دن گزرا۔ بھائی! اب یہ دو شعر جو ہیں ہمارے حال کے مطابق ہیں، اب بہت سی وہ باتیں جن کی طرف لپک ہوتی تھی، جن کی طرف توجہ ہوتی تھی، دلکشی ہوتی تھی اب وہاں سے دل رفتہ رفتہ اُکھڑا جارہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات کیساتھ دل کو وابستہ فرمادے کہ اب جو کچھ ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو۔

طلبا کو نصیحت

میں نوجوانوں کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو چیز آخر میں حاصل ہونیوالی ہے اسے پہلے دن سے حاصل کرنے کی کوشش کرو، اپنا دل اللہ تعالیٰ سے لگاؤ جو کام بھی کرو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اخلاص سے کرو کہ میرے اللہ کو پسند آئے دنیا پسند کرے یا نہ کرے، دنیا ملامت کرے یا نہ کرے۔ چنانچہ قرآن پاک میں پارہ ۲۱ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ جو اللہ تعالیٰ کا پیغام اس طرح امت تک پہنچاتے رہے کہ اس پیغام کے پہنچانے میں ان کو کسی کا خوف نہیں ہوتا سوائے اللہ کے۔ یہ خوف اللہ تعالیٰ آپ میں اور ہم میں پیدا فرمائے، ہمارے ہاں ہوتا یہ ہے کہ اللہ کا صحیح پیغام پہنچانے کیلئے بعض اوقات دشمن کا خوف پیدا ہو جاتا ہے، بعض اوقات حکومتوں کا خوف پیدا ہو جاتا ہے، بعض اوقات عوام کا خوف پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ ہمیں کیا کہیں گے؟ لیکن صحیح کام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ اللہ تعالیٰ اس آیت کا مصداق ہمیں بنائے کہ پڑھے تو اخلاص سے پڑھے، پڑھائے تو اخلاص سے پڑھائے، دعوت دے تو اخلاص سے دے جو کام کریں اللہ کیلئے کرے، یہاں تک کہ ایک مومن کا کوئی لمحہ صبح سے لیکر شام تک ایسا نہ ہو جو اخلاص کے ذریعے عبادت نہ بنایا جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے وعدہ اور مراقبہ

زندگی میں اکثر عرض کرتا ہوں صبح کو اٹھے تو اللہ تعالیٰ سے ایک معاہدہ کرلے کہ اللہ! آج جو کام کروں گا آپ کی رضا کے لئے کروں گا قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن یہ وعدہ کرلو ہر روز اور یہ کہو کہ پڑھوں گا تو اللہ کے لیے پڑھوں گا، کھاؤں گا تو اللہ کیلئے کھاؤں گا، پیوں گا تو اللہ کیلئے پیوں گا، جو کام کروں گا تو اللہ کیلئے کروں گا اور پھر دعا بھی مانگو کہ یا اللہ! ہمارے دل بھی آپ کے ہاتھ میں، ہمارے لسان بھی آپ کے ہاتھ میں اور ہمارے ہاتھ سب کچھ آپ کے قبضہ میں ہیں اللھم ان قلوبنا ونواصينا وجوارحنا بيدك لم تملكنا منها شيئاً فاذا فعلت ذلك بنا فكن انت ولينا واهدنا الى سواء السبيل یہ دعا کریں اور رات کو سوتے وقت ایک دفعہ مراقبہ کریں کہ دن کو جو ہم نے عہد کیا تھا کہ کس حد تک ہم اس پر ثابت قدم رہے اور اگر کہیں بھکے تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کریں بس یہ دو کام کریں بھائی! تو ان شاء اللہ ثم ان شاء اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مقبول زندگی عطا فرمائیں گے۔

یہ بات تو ایک نصیحت کے طور پر زبان پر آگئی اب مطالبہ ہے اجازت حدیث کا تو سچی بات یہ ہے کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں کہ ایک حدیث پڑھنے کیلئے جو مقام، جو جدوجہد، جو ورع، جو تقویٰ، جو علم، جو فضل چاہیے ان سب سے کتنے دور ہوں کہ مجبوری نے بٹھا دیا گیا۔

ذهب	الكرام	فسدتُ	غيرمسوّد	
ومن	الشقاء	تفردي	بالسؤدد	
ذهب	الذين	يعاش	في	أكنافهم
وبقيت	في	خلق	كجلد	الاجرب

تو یہ صورت حال ہے لہٰذا میں اس کا اہل ہوں ہی نہیں لیکن چونکہ بڑوں نے بٹھا دیا اور بڑوں نے ترغیب بھی فرمادی اور مولانا کی فرمائش بھی ہے جو میں کبھی رد نہیں کرسکتا تو اس لئے میں پہلی حدیث مسلسل جو آپ کے درس ترمذی کی شروع میں لکھی گئی ہے وہ میں آپ حضرات کو پڑھ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ اس کی برکات نازل عطا فرمائے۔

طلباء کو اجازت حدیث

اس حدیث کی میں اولیت کے ساتھ آپ حضرات کو جو دورہ حدیث کے طلباء ہیں اور جو موقوف علیہ کے طلباء ہیں ان سب کو اس کی اجازت دیتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے جو اجازتیں اپنے دیگر

بزرگوں ومشائخ سے حاصل ہوئی ہیں، چاہے وہ مشائخ برصغیر میں ہوں یا بلاد عربیہ میں، ان سب کی طرف سے جو مجھے جو اجازتیں حاصل ہیں ان سب رعایت عامہ کی طرف سے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب بزرگوں کی برکات سے ہمیں سرفراز فرمائے۔ آمین۔

ہم نے پتہ نہیں کتنی مرتبہ یہاں راتیں گزاری ہیں، کتنی مرتبہ طویل قیام بھی کیا ہے لیکن اب بڑھاپا آگیا ہے تو بڑھاپے کی وجہ سے اب لمبے سفر کا تحمل بھی نہیں اب اس وقت یہاں سے سیدھا اسلام آباد جانا ہے وہاں سے کراچی جانا ہے اسلئے زیادہ دیر ٹھہرنے کا موقع نہیں ورنہ سچی بات ہے کہ میرا کبھی دل نہیں چاہتا کہ یہاں آنے کے بعد جلدی روانہ ہو جاؤں خاص طور پر مولانا سمیع الحق صاحب سے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دین ودنیا کی شرع فرع سے نوازے، ان کی عمر، ان کے علم، ان کے عمل، ان کے خلوص میں اللہ تعالیٰ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

اکوڑہ اور مولانا سمیع الحق سے شدت تعلق خاطر کا اظہار

آپ حضرات مولانا کو غنیمت سمجھئے، یہ بزرگوں کو دیکھے ہوئے لوگ ہیں۔ انہوں نے بزرگوں کی جوتیاں اٹھائی ہیں، بزرگوں کی صحبتیں حاصل کی ہے ان کی ملفوظات سنے ہیں، ان کی ہدایات سے فیضیاب ہوئے ہیں، تو ایسے لوگوں کی خدمت اور ان کی صحبت اور ان کی دروس سے فائدہ اٹھانا یہ ایک عظیم نعمت ہے جو پھر کبھی میسر نہیں آئے گی، غالب نے کہا تھا کہ......

غالب خستہ کو پھر پاؤ گے کہاں
کر لو اس کی مہمانی چند روز

پھر مولانا سمیع الحق صاحب کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرماتے ہوئے مکرر کہا تو

غالب خستہ کو پھر پاؤ گے کہاں
کر لو اس کی مہمانی چند روز

جو کچھ فائدہ اٹھانا ہے تو اس کو غنیمت سمجھ کر فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی عمر میں ان کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم سب پر عافیت کے ساتھ قائم رکھیں، ان کے زندگی کا ایک ایک لمحہ تجربوں پر مشتمل ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(قسط ۳۹) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

۱۹۷۸ـ۷۹ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزار ہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

کراچی کے دینی علمی اداروں کا طوفانی دورہ

۲۹ رجنوری: مدرسہ مخزن العلوم بنارس کالونی کراچی کے جلسۂ دستار بندی میں شرکت کی اور حضرت الامیر مولانا درخواستی صاحب مدظلہ کی آمد تک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سیرت طیبہ کے علمی اور عرفانی پہلوؤں پر خطاب کیا یہ مدرسہ مولانا مظفر الدین صاحب چلاتے ہیں جو دارالعلوم حقانیہ میں زیر تعلیم رہے ہیں۔

۳۰ رجنوری: کراچی کے مضافاتی علاقہ سہراب گوٹھ کے مکینوں کی پر زور خواہش پر بعد از عشاء وہاں کے جلسۂ استقبالیہ میں شرکت کی اور مسجد اکاخیل میں حاضرین سے خطاب کیا یہاں افغانی اور قبائلی حضرات کی ایک بڑی تعداد آباد ہے۔بعض اختلافی مسائل کی وجہ سے ان لوگوں میں اختلافات پیدا ہورہے تھے احقر نے انہیں بھی ختم کرنے کی سعی کی۔

یکم رفروری: لانڈھی معین آباد میں جامعہ عثمانیہ مولانا اقبال اللہ صاحب ہزاروی فاضل حقانیہ اور ان کے مخلص رفقاء کیساتھ مساعی دینیہ سے مصروف خدمت ہے۔مولانا موصوف کی دعوت پر وہاں جانا ہوا۔

زیر تعلیم طلباء نے دینی استعداد و صلاحیت کا بہترین مظاہرہ کیا بعد میں احقر نے فضیلت علم پر تقریر کی۔

مولانا عبدالرحمٰن رحمانی حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی، حضرت مولانا سلیم اللہ خان فاروقی کے مدارس میں استقبالیہ تقاریب میں شرکت

۲؍فروری..... مولانا عبدالرحمان رحمانی صاحب مہتمم و بانی مدرسہ رحمانیہ کی دعوت پر لی مارکیٹ کی جامع مسجد رحمانیہ میں جمعہ کا خطبہ دیا اور گھنٹہ سوا گھنٹہ خطاب ہوا نماز جمعہ کے بعد مدرسہ کا معائنہ بھی کیا اور مولانا رحمانی صاحب کی طرف سے دے گئے پر تکلف ظہرانہ میں شرکت کی۔

۳؍فروری: کراچی کا خالقدینا ہال جنگ آزادی میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر وغیرہ کے مجاہدانہ بیانات اور مقدمہ کراچی کی وجہ سے شہرت دوام حاصل کر چکا ہے، اس تاریخی ہال میں پاکستان سنی کونسل کے زیر اہتمام ان دنوں ہر روز محافل سیرت منعقد ہو رہی تھیں، احقر سنی کونسل کی دعوت پر آج رات خالقدینا ہال کے اس اجتماع کے مہمان خصوصی اور صدر مجلس تھے، مجھ سے قبل مولانا خان محمد ربانی اور پھر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لاہور کی مبسوط تقریر ہوئی۔ میں نے اختتامی خطاب میں سیرت طیبہ کی جامعیت اور ہمہ گیری پر مختصر روشنی ڈالی۔

۶ فروری: جامعہ حمادیہ ڈرگ کالونی کراچی میں ایک اہم دینی مدرسہ ہے اس کے متدین مہتمم حضرت مولانا حماد اللہ صاحب قدس سرہ ہالیجی شریف سے ان کا تعلق ہے اور جامعہ بھی انہیں کے نام نامی سے معنون ہے۔ آج جامعہ کیطرف سے احقر کو استقبالیہ دعوت دی گئی تھی۔ نماز ظہر کے بعد جامعہ کے مسجد کے وسیع ہال میں جامعہ کے اساتذہ طلباء اور عام مسلمانوں کے مجمع میں فضیلت علم اور علمی اور عملی ذمہ داریوں پر طلبہ سے خطاب ہوا۔ طلباء کی معقول تعداد یہاں زیر تعلیم ہے۔

۷؍فروری: ڈرگ کالونی ہی میں کراچی کا ایک وقیع علمی مرکز جامعہ فاروقیہ کی شکل میں آباد ہے جو علمی معیار اور طلباء کی محنت و لگن اور کثرت کے لحاظ سے بڑی تیزی سے شہرت پا رہا ہے یہاں کے مہتمم حضرت مولانا سلیم اللہ صاحب فاروقی فاضل دیوبند حضرت شیخ الحدیث مدظلہ (والد ماجد) کے بھی قریبی مخصوص تلامذہ میں سے ہیں، مدرسہ اپنی دینی حمیت قومی و ملی مسائل میں شغف اور اس کے مہتمم کی دینی حمیت و تصلب اور سیاسی علمی و سماجی سرگرمیوں میں انہماک کی وجہ سے ممتاز مقام پا چکا ہے مدرسہ میں طلباء کے غیور اور جسور تنظیم حزب اللہ سواد اعظم کے نام سے قائم ہے۔ جامعہ اور پھر اس تنظیم کی طرف سے آج یہاں احقر کو دعوت استقبالیہ دی گئی۔ نماز ظہر کے بعد اہل علم طلباء علوم نبوت اور نئے دور کے تقاضے اور ذمہ داریوں پر میں نے تقریر کی۔ شاندار مسجد کا وسیع ہال علماء و طلباء سے بھرا ہوا تھا۔ حزب اللہ کے منتظمین کے علاوہ

حضرت مولانا سلیم اللہ صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔

مولانا عبدالقدیم حقانی ،مولانا قاری فضل ربی ندوی جامع مسجد الصدیق اور جامع مسجد حنفیہ کے پروگراموں میں شرکت:

۸فروری: نماز جمعہ میں نے ڈیفنس سوسائٹی کی نئی شاندار تعمیر شدہ مسجد جامعۃ الصدیق میں پڑھائی۔یہ مسجد ابوظہبی والوں کے تعاون سے حال ہی میں تعمیر ہوئی ہے پڑھے لکھے سرکردہ حضرات کا مجمع تھا۔احقر نے سیرت طیبہ کے بعض گوشوں پر روشنی ڈالی۔یہ پروگرام جناب شیخ رشید احمد صاحب پاکستان چین فیکٹری کی دعوت پر ہوا۔

۹فروری: بعد از نماز عشاء صابری مسجد کوئلہ گودام بہار کالونی میں مولانا عبدالقدیم صاحب فاضل حقانیہ کی دعوت پر خطاب ہوا۔

۱۰فروری: انجمن تعلیم القرآن کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد حنفیہ میر کالونی میں حفظ قرآن کے جلسۂ تقسیم اسناد و دستار بندی تھا جسمیں قرآن کریم کی اہمیت اور فضیلت پر اجتماع میں خطاب کیا۔

۱۸فروری: آج مولانا قاری فضل ربی ندوی کی دعوت پر ان کے ممتاز اشاعتی ادارہ مجلس نشریات وتحقیقات اسلام کا معائنہ کیا اور ان کے ظہرانہ میں شرکت کی مجلس نشریات ، پاکستان میں حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی تصانیف ومطبوعات کی اشاعت کا بہترین کام کررہا ہے۔

۱۹۷۹ء کی ڈائری

کراچی میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی عیادت کیلئے قومی زعماء وعلماء کی آمد

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ ۱۳رجنوری ۱۹۷۹ء سے آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں جناح ہسپتال کراچی میں زیر علاج ہیں اب تک ان کی آنکھوں کا مکمل افاقہ نہیں ہوا۔دونوں آنکھوں کا آپریشن ہو چکا ہے مگر شوگر کی وجہ سے اندرونی حصوں میں زخم صاف نہیں ہورہا۔ڈاکٹر ٹی۔ایچ کرمانی صاحب اور دیگر معالجین قلب وچشم پوری عقیدت ومحبت سے علاج فرمارہے تھے جناح ہسپتال کراچی میں علاج کے دوران وفاقی وزیر صحت جناب محترم صبیح صادق کھوسا اپنے ماتحت سٹاف اور ذمہ دار حضرات کے ساتھ حضرت کی عیادت کیلئے ہسپتال آئے اور دیر تک علاج معالجہ کے حالات پر ڈاکٹروں سے تبادلۂ خیال کیا قائد قومی اتحاد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے بھی حضرت کی عیادت کی اسلامی مشاورتی کونسل کے ارکان علامہ شمس الحق افغانی، مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل مولانا محمد تقی عثمانی، حضرت علامہ محمد ادریس میرٹھی اور ان کے

علاوہ ہر طبقۂ فکر کے علماء وزعماء طلباء واہل علم وفضل کا تانتا ہسپتال میں بندھا رہتا ہے۔صحافی حضرات بھی بڑے تعداد میں آئے جس میں روزنامہ جنگ کے میر خلیل الرحمٰن کے فرزند میر شکیل الرحمٰن بڑی عقیدت سے مسلسل آتے رہے ،حضرت سے متاثر ہوکر بعض گھریلو امور میں مولانا محمد یوسف بنوری اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے رجوع کرتے رہے،ناچیز سے بھی گہری وابستگی اور دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔

۱۴ر مارچ:مولانا مغفوراللہ صاحب ہزاروی مدرس دارالعلوم حقانیہ سفر حج سے واپس دارالعلوم تشریف لائے

مولانا شیر علی شاہ کی والدہ کا انتقال

۲۹جنوری۱۹۷۹ء بمطابق ۱۳۹۹ھ: مولانا شیر علی شاہ صاحب سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ حال مقیم مدینہ منورہ کی والدہ مرحومہ کا انتقال ہوگیا رحمہا اللہ وارضاہا۔

قومی کمیٹی برائے مدارس کی رکنیت اور کمیٹی کے ارکان کا دارالعلوم کا دورہ

قومی کمیٹی برائے دینی مدارس جسے صدر پاکستان نے مدارس عربیہ کے نظام ونصاب وغیرہ امور کے بارہ میں رپورٹ دینے کیلئے نامزد کیا ہے۔احقر کو بھی اس کمیٹی کی رکنیت کیلئے نامزد کیا گیا ہے۔

قومی کمیٹی برائے مدارس کے چیئرمین ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا سیکرٹری جناب محمد یوسف گورایا صاحب ، جناب حافظ نذر احمد صاحب مرتب جائزہ مدارس اور جناب مولانا محمد ادریس میرٹھی کراچی رکن کمیٹی پشاور کے اجلاس سے واپسی پر دارالعلوم کے معائنہ اور احقر سے تبادلہ خیال کے لئے دارالعلوم تشریف لائے مگر میرے سفر کی وجہ سے اُن سے ملاقات نہ ہوسکی۔

حضرت مولانا قاسم نانوتوی سیمنار کی دعوت

دارالعلوم دیوبند کی جمعیۃ الثقافۃ القاسمیہ دیوبند اواخر اپریل ۱۹۷۹ء میں حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مدظلہ کی نگرانی وسرپرستی میں حضرت حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے علوم وافکار اور شخصیت وکردار پر ایک سیمنار منعقد کررہی ہے اس سیمنار کیلئے جمعیۃ نے مجھے بھی دعوت دی ہے کہ ''حضرت نانوتوی رحمہ اللہ بحیثیت استاد حدیث'' کے عنوان پر مقالہ پڑھیں۔اگر عوارض وموانع نہ ہوئے اور ویزا وغیرہ مرحلہ بھی طے ہوسکا تو ان شاء اللہ اس سیمنار میں شرکت کروں گا۔

قومی کمیٹی میں مدارس کی بھرپور ترجمانی

۲۵ر مارچ ۷۹ء: صدر پاکستان کی نامزد کردہ قومی کمیٹی برائے مدارس عربیہ کے اجلاس میں شمولیت کیلئے

روانہ ہوا۔ ۲۶؍مارچ شام کو کراچی پہنچ کر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی۔ ۲۷؍مارچ کی صبح کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کیلئے کراچی سے بذریعہ کار حیدرآباد گیا جہاں حیدرآباد یونیورسٹی میں دو دن کمیٹی کے اجلاس ہوتے رہے ابتدائی نشست میں وفاقی وزیر مذہبی امور نے بھی شرکت کی۔ یہ قومی کمیٹی کے اجلاسوں میں میری پہلی شمولیت تھی اور الحمد للہ نصاب درس نظامی کے سلسلہ میں بھرپور ترجمانی کی اور گرمجوشی سے معرکہ میں حصہ لیا اب کمیٹی کی منتخب کردہ ذیلی کمیٹی برائے نظر ثانی نصاب مروجہ عصری کا اجلاس ۱۷۔۱۸؍اپریل کو اسلام آباد میں ہوگا۔ اس ذیلی کمیٹی میں میرا نام بھی شامل ہے اور ان شاء اللہ نصاب مدارس عربیہ کے افادیت کے سلسلہ میں بھرپور وکالت کروں گا۔ حیدرآباد کے اجلاس کے بعد ہفتہ عشرہ حضرۃ شیخ الحدیث مدظلہ کی خدمت میں کراچی رہا۔ اور ۱۹؍اپریل کو واپسی ہوئی۔

۳۱؍مارچ: بمطابق ۲ جمادی الآخر کو دارالعلوم کے ششماہی تحریری اور تقریری امتحانات شروع ہوئے جو ہفتہ بھر جاری رہے۔

مؤرخ دارالعلوم دیوبند کی وفات

دارالعلوم دیوبند اور دیوبند قصبہ کے مشہور تاریخ نگار جناب سید محبوب رضوی کا دیوبند میں اچانک انتقال ہوا۔ یہ اطلاع میرے نام مولانا بدرالحسن قاسمی مدیر الداعی کے خط سے ہوئی احقر نے ایک خط کے ذریعہ دارالعلوم حقانیہ کی طرف سے اظہار تعزیت کیا اور دعائے مغفرت کی گئی۔

شیخ الحدیث مدظلہ کی کراچی سے واپسی

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ جو آنکھوں کے علاج کے سلسلہ میں گذشتہ ۱۳؍جنوری ۱۹۷۹ء سے کراچی کے جناح ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ بحمداللہ ۳ مئی کو شام سوا چار بجے کراچی سے بذریعہ طیارہ پہنچے۔ کراچی ایئرپورٹ پر خصوصی خدام و متعلقین نے انہیں الوداع کہا، آنکھوں کے زخم شوگر کی وجہ سے مندمل نہیں ہو رہے تھے۔ اس لئے آپ کے قیام کراچی کا وقفہ بہت طویل ہوگیا۔ اس وقت بھی اتنا آفاقہ نہیں ہوا جس کی توقع تھی کراچی کے قیام کے دوران ہسپتال کے عملہ انتظامیہ اور حضرت کے خصوصی معالج جناب ڈاکٹر پروفیسر ایچ کرمانی صاحب کے علاوہ ڈاکٹر پروفیسر شفقت صاحب، ڈاکٹر عبیدرضا صاحب، ڈاکٹر زہرہ صمد صاحبہ اور جناب ڈاکٹر سرجن رحمان صاحب، ڈاکٹر عبدالصمد صاحب اور بہت سے دیگر حضرات نے جس خلوص محبت اور دلی عقیدت کے ساتھ حضرت کے علاج و تیمارداری کو توجہ دی اس کیلئے یہ سب لوگ پورے حلقہ کے دعاؤں کے مستحق ہیں، علماء و مشائخ مدارس عربیہ کے مہتممین اساتذہ و طلبہ اصحاب علم و دانش کے علاوہ ہر طبقہ کے لوگ حضرت کی عیادت کیلئے آتے رہے اور ہر طرح کے اخلاص

محبت کا مظاہرہ کرتے رہے جس پر یہ سب لوگ شکریہ کے مستحق ہیں، حضرت کے طویل قیام کے دوران جن حضرات نے مستقلاً بلاناغہ حضرت کی خدمت کی سعادت حاصل کی اور اکثر اوقات ساتھ رہے ان میں حضرت کے صاحبزادگان کے علاوہ جناب محترم ایوب مامون صاحب جنرل منیجر انٹرنیشنل لیبارٹریز کراچی، مولانا عبدالرحیم صاحب بلوچستانی فاضل حقانیہ (حالاً کوئٹہ) مولانا حسین احمد حقانی صدر تنظیم فضلائے حقانیہ کراچی، مولانا عزیز الرحمٰن صاحب حیدری، جنرل سیکرٹری تنظیم فضلائے حقانیہ ادارہ فروغ عربی میرپور خاص وکیاڑی کراچی، جناب حاجی سیف الرحمٰن صاحب جہانگیرہ (ہمارے بڑے ماموں)، جناب عبدالناصر سواتی سٹوڈنٹ میڈیکل کالج، مولانا اقبال اللہ صاحب معین آباد لانڈھی کراچی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام اہل اخلاص کو اجر جزیل عطا فرمائے۔

قیام کراچی کے دوران حضرت شیخ الحدیث کا مختلف مدارس اور معتقدین کے ہاں تشریف لے جانا

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے کراچی واپسی سے قبل ڈاکٹروں اور عیادت کیلئے آنے والے تمام حضرات کیلئے دعائیں کیں قیام کراچی کے آخری ایام میں ڈاکٹروں کا مشورہ تھا کہ حضرت مدظلہ کو مغرب کے قریب تبدیلی آب وہوا کے لئے ہسپتال سے باہر لے جایا جائے۔ چنانچہ ان ایام میں حضرت مدظلہ دارالعلوم کراچی اور جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی میں تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے تشریف لے گئے اور وہاں حضرت مفتی الاعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے مزارات پر فاتحہ خوانی فرمائی۔ اسی طرح ایک دن مغرب کے وقت مولانا حسین احمد حقانی کے ہاں سوات کالونی اور ایک دن مولانا قاری عبدالباعث حقانی خطیب جامع مسجد قادسیہ ناظم آباد کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں پر موجود حاضرین اور معتقدین سے کچھ دیر تک خطاب بھی فرمایا۔

مولانا عزیز الرحمٰن حیدری کی خواہش پر مدنی مسجد کیاڑی میں ایک دن تشریف لے گئے اور بعد از عشاء مسجد میں حاضرین کو نصائح سے نوازا ایک دن مولانا اقبال اللہ حقانی کی دعوت پر ان کے مدرسہ معین آباد لانڈھی کراچی میں بھی قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت کے مخلص خادم جناب ایوب مامون صاحب بھی آپ کو مغرب کے وقت مکان پر لے گئے۔ شفیق الدین صاحب کے والدین کی خواہش پر ان کے ہاں بھی تشریف لے گئے۔ مولانا سلیم اللہ فاروقی مدظلہ حضرت کے زمانہ دیوبند کے خاص تلامذہ میں سے ہیں ان کی دعوت اور خواہش پر ایک دن ان کے مدرسہ جامعہ فاروقیہ میں مغرب کی نماز پڑھی اور طلبہ واساتذہ کے ایک بڑے مجمع کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔

شیخ الحدیث کے عم محترم عبدالرحمٰن کی رحلت

۲۲؍اپریل ۱۹۷۹ء: حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے عم محترم جناب عبدالرحمٰن کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ میں دارالعلوم کے طلبہ اور شہر و بیرون شہر کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ مرحوم جناب خلیل الرحمٰن صاحب و جناب قاری حبیب الرحمٰن صاحب فاضل جامعہ حقانیہ کے والد بزرگوار تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی طویل عرصہ کے بعد دارالعلوم میں آمد

طویل سفر اور علالت کے بعد ۲۳؍جمادی الثانیہ کو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ دارالعلوم تشریف لائے اس موقع پر ضعف وعلالت کے باوجود طلبہ کی خواہش پر دارالحدیث میں جلوہ افروز ہوئے پورا ہال اساتذہ اور طلبہ سے بھر گیا تھا اور حضرت کے زمانہ تدریس کا منظر لوٹ آیا اس موقع پر دورہ حدیث کے طلباء نے تبرکاً ترمذی شریف کے ابتدائی اور آخری چند ابواب کی تلاوت کی اور سماعاً شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے اس موقع پر مختصر خطاب بھی فرمایا حضرت کے افاقہ کی قدرے صحت اور دارالعلوم آمد کی خوشی میں مولوی محمد ادریس ایم اے شیرگڑھ اور مولوی فضل عظیم دیروی شرکاء دورۂ حدیث نے حضرت کی خدمت میں پشتو اور عربی سپاسنامے پیش کئے۔ آپ کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

سفر کوئٹہ کی تفصیلات شفیق فاروقی مرحوم کے قلم سے

جناب مولانا سمیع الحق صاحب جو قومی کمیٹی برائے اصلاح مدارس عربیہ کے رکن ہیں ۲۲؍اپریل کو قومی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کیلئے بذریعہ طیارہ کوئٹہ پہنچے اور ۲۳۔۲۴؍اپریل کو بلوچستان یونیورسٹی کے کمیٹی روم میں کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی اور مدارس کے تحفظ آزادی اور علمی معیار کے دفاع کے سلسلہ میں اپنا نقطہ نظر پیش کرتے رہے۔ اس دوران کمشنر بلوچستان، جناب وائس چانسلر بلوچستان یونیورسٹی جناب چیف سیکرٹری بلوچستان اور بورڈ آف ریونیو وغیرہ کی طرف سے قومی کمیٹی کے ارکان کے اعزاز میں دیے گئے استقبالیہ تقریبات میں بھی شرکت کی۔ بلوچستان کے چپہ چپہ قریہ قریہ میں دارالعلوم کے مستفدین علماء اور فضلاء دارالعلوم حقانیہ کی ایک بڑی جماعت دین اور دینی علوم کی خدمت اور اشاعت میں مصروف ہے۔

مولانا کی تشریف آوری کی جہاں جہاں اطلاع پہنچی فضلاء کرام دارالعلوم پہنچنے لگ گئے اور مولانا نے کمیٹی کی مصروفیات کے علاوہ ان دو تین دنوں میں فضلاء جامعہ حقانیہ کے قائم کردہ مدارس عربیہ، اداروں اور کوئٹہ کے دیگر اہم مدارس کی دعوت پر مختصر وقت کیلئے قدم رنجہ فرمایا کوئٹہ کے مخیر تاجر حاجی آدم خان صاحب قندھاری بازار جو دارالعلوم کے قدیم اور نہایت مخلص فضلاء میں سے ہیں۔ دیگر فضلاء کی طرح

خلوص ومحبت میں پیش پیش رہے۔

۲۴راپریل ہی کی شام کو۶بجے بعض فضلائے حقانیہ مولانا آغامحمد صاحب، مولانا نخبۃ اللہ صاحب، قاری محمد اسلم صاحب نے کوئٹہ ومضافات کے فضلاء کو مدعو کیا یہاں ایگل روڈ کی جامع مسجد میں ان فضلاء حقانیہ کی طرف سے ایک مختصر استقبالی تقریب ہوئی۔مولانا قاری محمد اسلم صاحب حقانی نے وہاں موجود فضلاء کرام کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا جس میں اپنی مادرعلمی کی عظمت واحترام کا بھرپور اعتراف اورخراج تحسین موجودتھا۔

جواب میں مولانا سمیع الحق صاحب نے جامع اورمؤثر خطاب فرمایا جس میں بلوچستان کے چپہ چپہ میں فضلاء حقانیہ کی علمی ودینی سرگرمیوں خدا کاشکر ادا کیا گیا تھا۔آپ نے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ درحقیقت اپنے فضلاء ہی سے عبارت ہے۔آپ میں سے ہرفرد اپنے اپنے مقام پر گویا دارالعلوم حقانیہ ہے اور ہرایک قابل فخر،آپ کی خدمات دارالعلوم کی خدمات ہیں۔آپ نے فضلاء حقانیہ کو دیگر عظیم علمی وتعلیمی اداروں کے فضلاء کی طرح اپنی ایک تنظیم سے وابستہ ہونے پر زور دیا اورفضلاء نے بھی دینی تعلیمی اورمسلک ومشرب کے دفاع ترویج وتحفظ،حقانی برادری کی باہمی الفت وارتباط کیلئے تنظیم فضلاء دارالعلوم حقانیہ قائم کرنے کوضروری قراردیا چنانچہ مجلس کے اختتام میں کوئٹہ ومضافات کی تنظیم کاقیام عمل میں لایا گیا۔ اورحسب ذیل عہدیدار منتخب کئے گئے۔

مولانا نورمحمد صاحب حقانی،پشتون آباد نیوکوئٹہ	صدر
مولانا آغامحمد جامعہ مسجد ایگل روڈ کوئٹہ	نائب صدر
مولانا سید نخبۃ اللہ صاحب	سیکرٹری
مولانا قاری عبدالشکور صاحب ہنہ اوڑاک کوئٹہ	جنرل سیکرٹری
مولانا قاری محمد اسلم حقانی صاحب	ناظم نشرواشاعت
حاجی مولانا آدم خان صاحب قندھاری بازار	خزانچی

اس تقریب میں شریک جن فضلاء حقانیہ کے نام اورپتے احقر نوٹ کرسکا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔رواروی میں کچھ نام درج نہیں ہوسکے۔جس کے لئے معذرت خواہ ہوں بہت سے فضلاء ایسے ہیں جن کو حضرت مولانا کی آمد کی اطلاع نہ مل سکی۔یا اس تقریب کا بروقت علم نہیں ہوسکا۔

اسم گرامی	پتہ	سن فراغت
مولانا آغامحمد صاحب	خطیب جامعہ ایگل روڈ کوئٹہ	۹۰ھ

مولانا نیک محمد صاحب شیروانی	ضلع کوئٹہ بنگری لین چھاونی خطیب دین بٹ مسجد چھاونی	۹۰ھ
مولانا سلطان محمد شاکر صاحب	ضلع پشین بند روڈ معرفت مولانا محمد شاہ پشین بازار	۷۰ھ
مولانا عبدالنور صاحب	ضلع پشین امام موضع گل محمد	۹۶ھ
مولانا محمد عثمان غنی (مدرس) مدرسہ جامعۃ العلوم	ہنہ وڑک کوئٹہ	۹۷ھ
مولانا نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ دارالعلوم پشین	پشتون آباد، نیو کوئٹہ	۹۷ھ
مولانا وزیر محمد صاحب مدرس مدرسہ	دارالعلوم پشتون آباد نیو کوئٹہ	۹۵ھ
مولانا محمد گل صاحب	ضلع پشین تحصیل گلستان ڈاکخانہ قلعہ عبداللہ	۹۴ھ
مولانا عبداللہ صاحب ابن حاجی محمد حسن	مدرس مدرسہ جامع العلوم للصبیہ ہنہ وڑک کوئٹہ	۸۹ھ
مولانا عبداللہ صاحب مدرس مدرسہ جامع العلوم	للصبیہ ہنہ وڑک کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا عبدالرحیم حقانی مدرس مدرسہ عربیہ	دارالعلوم قاسمیہ دیبا روڈ کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا خان محمد صاحب خطیب جامعہ مسجد	شلدرہ روڈ کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا عبدالمنان مدرس مدرسہ چمن پھاٹک	مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا عبدالاحد صاحب قندہاری	مدرس مدرسہ مظہر العلوم شلدرہ روڈ کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا عبدالرحمٰن مہتمم	شاہ زمان روڈ مدرسہ رحمانیہ کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا شیر علی صاحب مدرس	مدرسہ جامع العلوم للصبیہ ہنہ وڑک کوئٹہ	۹۴ھ
مولانا عبدالظاہر، مدرس مدرسہ مظہر العلوم	خلدرہ روڈ کوئٹہ	۹۶ھ
مولانا عبدالشکور صاحب امام و مدرس	مسجد حاجی سید محمد ہنہ وڑک کوئٹہ	۹۷ھ
مولانا نور محمد صاحب مدرس کلی شابو	مدرسہ فتح العلوم کوئٹہ	
مولانا محمد علی صاحب مدرس مدرسہ دارالعلوم قاسمیہ	نورک، گلستان ضلع پشین	
مولانا غلام نبی	گلستان، قلعہ لاجبر۔ ضلع پشین	
مولانا آغا محمد مہتمم دارالعلوم اسلامیہ۔ لورالائی	بلوچستان	
مولانا شیر علی صاحب شیدزئی سیدان	ضلع پشین بلوچستان	
مولانا گل محمد صاحب مدرس	مدرسہ عربیہ مرکزی تجوید القرآن، سرکی روڈ کوئٹہ	
مولانا حاجی آدم خان صاحب	تاجر قندہاری بازار کوئٹہ	
مولانا عبدالرحیم افغانی، مدرسہ قاسمیہ	ارباب غلام علی روڈ دیبہ، کوئٹہ	

مولانا محمد شاہ صاحب	ایضاً	
مولانا جان محمد صاحب مدرس	مدرسہ مظہر العلوم شالدرہ کوئٹہ	۹۱ھ
مولانا عبدالمنان صاحب	مدرسہ پشتون آباد نو کوئٹہ	۹۸ھ
مولانا عبدالروف، مدرس مدرسہ کوچلاک	قریہ سنزخیلہ ضلع و تحصیل کوئٹہ	۹۱ھ
مولانا فیض اللہ صاحب کفایت جنرل سٹور	پی مشن روڈ کوئٹہ	
مولانا فیصل خطیب و مدرس	ہنہ اوڑک سرنگزئی کوئٹہ	
مولانا سید نجیب اللہ مہتمم	دارالعلوم ہاشمیہ سرکی روڈ کوئٹہ	
مولانا سید صفوۃ اللہ	ایضاً	
مولانا عبدالحق صاحب	شالدرہ کوئٹہ	
مولانا واجد صاحب مہتمم	مدرسہ عین العلوم میکانگی روڈ کوئٹہ	
مولانا عبدالحلیم صاحب	خونزئی ورلسور تحصیل پشین	
مولانا عبدالسلام صاحب	خروٹ وزیر محمد روڈ کوئٹہ	

العصر اکیڈمی کی طرف سے ایک علمی فقہی شاہکار

آداب الافتاء والقضا

تصنیف: مولانا مفتی ذاکر حسن نعمانی (استاذ الحدیث جامعہ عثمانیہ پشاور)

رابطہ نمبر: 0301-8811220

جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی ۷۰ سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ منظر عام پر

حقانیہ ڈائری صفحات ۱۳۰ (فورکلر)

☆ اساتذہ ومشائخ دارالعلوم حقانیہ کے حالات وخدمات

☆ حواشی میں اساتذہ کے اردو، عربی ملفوظات

☆ جامعہ کے قدیم وجدید رنگین تصویری جھلکیاں

رعایتی قیمت: =/200 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

برائے رابطہ: مولانا حزب اللہ جان حقانی 0302-5959858

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوارالحق صاحب
ضبط و ترتیب: مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

اسوۂ رسول اکرم ﷺ
اور بچوں پر رحمت و شفقت

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
عن جریر ابن عبداللہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لایرحم اللہ من لایرحم الناس (بخاری شریف) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں فرماتا

دوسری حدیث: عن جریر ابن عبداللہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من لایرحم الناس لایرحمہ اللہ (الادب المفرد امام بخاری) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔

میرے محترم سامعین مذکورہ بالا دو حدیثیں بظاہر چھوٹی چھوٹی ہیں مگر حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوزے میں سمندر کو بند کردیا ہے۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس لئے بھی رحم اور حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ہے اسلام ایک ایسا دین ہے جسمیں اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ہمدردی، خیر خواہی، اور حسن سلوک کی تاکید فرماتے ہیں کیونکہ مخلوق پر شفقت، مہربانی اور رحم کرنا صفت خداوندی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات رحمٰن و رحیم ہے اسکی رحمت بہت وسیع ہوتی ہے۔ رحمانیت اور رحمت کی وجہ سے عدو اللّٰہ یعنی اللہ کا دشمن مشرک اور کافر حتیٰ کہ وجود باری تعالیٰ کا منکر سب اس کے دسترخوان سے کھا پی رہے ہیں۔

آپ خود سوچیں اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پروردگار ہے تو اپنا رزق، زندگی کا رزق، دنیا کی چمک دمک نمرود جیسے ظالم متکبر اور خدائی کے دعویدار پر بھی بند نہیں کرتا۔

اگر اللہ موسیٰ کلیم اللہ کا رب ہے تو سب ضروریات زندگی فرعون لعین پر بھی بند نہیں کرتا۔ ہامان اور قارون پر رزق کے دروازے بند نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔ اس کی رحمت دنیا میں کافر و مسلم،

مشرک وموحد سب کیلئے عام ہے۔اس نے دنیا کے پیدائش سے ہزار سال پہلے عرش کے اوپر بڑے واضح الفاظ میں لکھا ہے۔

ان رحمتی وسعت غضبی میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔اسلئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بھی یہی چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے کہ وہ بھی نہایت رحمدل ،شفیق اور مہربان ہوں۔اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اسکی صفات کو اپنایا جائے حدیث شریف میں آتا ہے۔

صفات الٰہیہ کو اختیار کریں

تخلقوا باخلاق اللہ: اللہ کی صفات اپنے اندر پیدا کرو یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ جواد ہے تم بھی سخاوت کرتے رہو وہ ستار ہے تم بھی اللہ تعالیٰ کے بندوں کی ستر پوشی کرتے رہو وہ غفار ہے تم بھی مجرم کو معاف کرتے رہو۔وہ رحیم ہے اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے تم بھی آپس میں ایک دوسرے پر رحم اور شفقت کرتے رہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ساری دنیا کیلئے رحمت تھی اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے وما ارسلنك الا رحمة للعلمین (الانبیاء)اور ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا تمام جہاں والوں پر۔مہربانی کرنے کیلئے۔اس آیت کی تفسیر وتشریح میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مسعود پر سب لوگ ایمان لائے ،ان کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہی رحمت ہیں کہ دنیا میں ایمان قرآن اور اسلام جیسی عظیم الشان نعمت ملی۔اور آخرت میں نجات عن النار ودخول الی الجنة کے مستحق ہو گئے۔یہ مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے مسلمان کو مل رہا ہے۔اور کافروں کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے رحمت ہیں کہ دنیا میں فوری طور پر ہلاک ہونے سے محفوظ ہو گئے۔جس طرح پہلی امتیں نافرمانی کی صورت میں فوراً مستحق عذاب ٹھہرا کر ملیامٹ ہو جاتی اور ہمیشہ کیلئے ان کا نام ونشان تک مٹ جاتا تھا کبھی تو مسخ ہو کر ان کی صورتیں بندروں جیسے ہو جاتیں اور کبھی زمین میں دھنس کر بے نام ونشان ہو جاتے اور کبھی آسمان سے پتھروں کی بارش اور کبھی جبرائیل علیہ السلام کی چیخ سے ختم ہو جاتے ،اللہ تعالیٰ کے نافرمان اس طرح کے عذابوں سے دنیا میں محفوظ رہتے ہیں۔

اسوۂ رحمت عالم ﷺ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کی تکالیف اور اذیتوں کی شکایت کی اور کہنے لگے حضور! ان بدبختوں کی حق میں بددعا کریں کہ سب ہلاک ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ میں بددعا کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

پیغمبر رحمت ﷺ کا اہل طائف کے ساتھ سلوک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر کا مشہور واقعہ ہے کہ جب ان ظالموں نے ان کو پتھر مار کر پاؤں مبارک لہولہان کر دیے تو اس وقت آسمان سے اللہ تعالیٰ نے عذاب کا فرشتہ نازل فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کی ۔حضور! اگر آپ اجازت دیں تو طائف کے یہ دونوں پہاڑ باہم ملا دوں اور ان بدنصیبوں کو درمیان میں پیچ دوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ یہ لوگ مسلمان نہ بھی ہوں تو ان کی اولا د میں سے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا پیدا ہو جائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان پر رحم کھا کر بددعا نہ دی اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے ۔تو الفاظ کہنے سے پہلے یہ لوگ ہلاک ہو جاتے آج دیکھو طائف کے لوگ ایمان والے ہیں۔

بچوں کے ساتھ شفقت ومحبت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کتنی بلند وبالا ہے ،تمام انبیاء کرام سے مقام ومرتبہ میں بھی فضیلت رکھتے ہیں مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کیساتھ بہت زیادہ پیار کرتے تھے ۔گود میں اٹھاتے سر پر شفقت اور محبت کا ہاتھ رکھتے اپنے نواسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہما کو نماز کی حالت میں پیٹھ پر سوار کرتے اور فرماتے تمہارا کیسا اچھا اونٹ ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت جاء اعرابی الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال اتقبلون صبیانکم فمانقبلهم فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم اما ملك ان نزع اللّٰہ من قلبك الرحمة (الصحیح البخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ایک دیہاتی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا تم لوگ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہو ہم تو ان کو پیار نہیں کرتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کیا علاج کروں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کا مادہ نکال دیا۔

بچوں سے رحم کی ترغیب

اسی طرح ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل ہے کہ

وعن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم حسن بن علی رضی اللّٰہ عنه وعنده الاقدع بن حابس التیمی جالس فقال الاقرع ان لی عشرة من الولد ماقبلت منهم احدا۔فنظر الیه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه

وسلم قال من لا یرحم لا یُرحم (رواہ مسلم فی الصحیح)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن کو پیار کیا جبکہ آپ کے پاس اقرع بن حابس تمیمی بیٹھے تھے اقرع نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو بھی پیار نہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر فرمائی اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ رحم اسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بد بخت ہو بلکہ نیک بخت وہ انسان ہے جو اپنے اولاد رشتہ دار بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص آدمیوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔

ایک عورت کا واقعہ

وعن انس ابن مالك رضی اللّٰه عنه جاءت امرأة الی عائشة رضی اللّٰه عنها فاعطها عائشة رضی اللّٰه عنها ثلاث تمرات فاعطت کل صبی لها تمرة وامسکت لنفسها تمرة فاکل الصبیان التمرتین ونظرا الی امها فعملت الی التمرة فشقتها فاعطت کل صبی نصف تمرة فجاء النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته عائشة رضی اللّٰه عنها فقال ومایعجبك من ذالك لقد رحمها اللّٰه برحمتها صبیها (رواه البخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت جسکے ساتھ دو بچیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی آپ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو تین کھجوریں دیں اس عورت نے اپنے ہر بچی کو ایک ایک کھجور دی اور ایک کھجور کو اپنے لئے رکھ چھوڑ دی دونوں بچیاں اپنی اپنی کھجور کھا کر اپنی ماں کی طرف دیکھنے لگی اس عورت نے اس تیسرے کھجور کو بھی جو اس نے اپنے لئے رکھی تھی۔ آدھی کر کے دونوں بچیوں کو دیدی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا آپ نے فرمایا عائشہ تجھے اس سے کیا تعجب ہے اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر رحم فرمایا کیونکہ اس نے اپنے بچیوں پر رحم کیا۔

مسلم شریف نے اس روایت کو نقل کرتے ہوئے آخر میں اس طرح بیان فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس عورت کے اس طرز عمل سے بہت متاثر ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے اس عمل کیوجہ سے اس کیلئے جنت عطا

کرنے کااور دوزخ سے رہائی کافیصلہ فرمادیا اور دوسری روایت جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے یابندی پر اللہ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری پڑے اور وہ انکے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بیٹیاں آخرت میں اسکی نجات کا سامان بنیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ بندہ یا بندی اگر کچھ گناہوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے بالفرض مستحق سزا اور عذاب ہوا تو اپنی لڑکیوں کیساتھ حسن سلوک کے صلہ میں اس کی مغفرت فرمادی جائیگی اور وہ دوزخ سے بچادیا جائے گا۔

زنانہ اولاد کی فضیلت

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی ہاں لڑکی پیدا ہو پھر نہ تو وہ اسے کوئی تکلیف پہونچائے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور محبت اور نیک برتاؤ میں اس کو ترجیح دے یعنی اس کے ساتھ بھی لڑکے جیسا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس لڑکی کے ساتھ حسن سلوک کے صلے میں اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

خلاصہ کلام

محترم سامعین! میں نے آپ کے سامنے دو حدیثیں ذکر کیں تھیں جن کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا اپنی ذات کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کو متوجہ کرانا ہے، انسان تو انسان ہے جانور اس سے بھی زیادہ رحم اور حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بدکار عورت کی اس وجہ سے مغفرت فرمادی کہ اس نے ایک کتے کو جو پیاسا تھا پانی پلا دیا اور اسی طرح ایک عورت کو بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل کردیا کہ ایک دفعہ بلی نے آکر دودھ پیا تھا اس عورت نے بلی کو پکڑ کر رسی سے باندھا اور وہ بھوک سے نڈھال ہو کر گھاس پھونس کھاتی رہی، اللہ تعالیٰ نے اس بے زبان جانور کو تکلیف دینے کی وجہ سے اس عورت کو جہنم رسید کیا اس لئے میرے محترم دوستو ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے اندر تمام مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک رحم اور شفقت کا جذبہ پیدا کریں ہمارے اکابر دیوبند اپنے کتابوں میں لکھتے ہیں کہ کسی گنہگار بندے سے اس کی گناہوں کیوجہ سے نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ بلکہ یہ بندہ تو اور بھی زیادہ رحم شفقت اور حسن سلوک کا مستحق ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام مخلوقات پر رحم اور حسن سلوک کا جذبہ عنایت فرمائیں۔ آمین۔

مولانا سعید الحق جدون

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مستشرقین کے اعتراضات کا تنقیدی مطالعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا اہم ترین ماخذ تسلیم کیا گیا ہے ۔سنت کا یہ مقام صدیوں سے مسلم اور غیر متنازعہ رہا ہے اگرچہ فقہی آرا کے بارے میں مسلمانوں میں مختلف نقطہ نظر رہے ہیں لیکن قرآن حکیم اور اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت کا کسی ماہر قانون نے کبھی انکار نہیں کیا اور نہ ہی کسی فرد نے کبھی اسلامی قانون کے بنیادی اور اہم ماخذ کی حیثیت سے سنت کا درجہ چیلنج کیا ہے ۔لیکن پچھلی صدی کے دوران چند غیر مسلم مستشرقین اور ان کے پیرو کاروں نے کوشش کی ہے کہ حدیث کی حجیت اور اس کی استنادی حیثیت کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں، یہی وجہ ہے کہ کئی مسلمان جو اس کے اصل ماخذ سے مطالعہ نہیں کر سکتے وہ مستشرقین کی تحریریں پڑھ کر شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے ہیں۔

مستشرقین کا اصل مقصد اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے اسلام کا خاتمہ ہے، اس مقصد کیلئے انہوں نے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا اور میکالے کا یہ اصول ''کہ مقصد عظیم ہو تو اس کے حصول کے لیے ہر ذریعہ استعمال کرنا جائز ہے'' کا انہوں نے خوب استعمال کیا، حالانکہ میکالے نے یہ اصول سیاستدانوں کے لیے وضع کیا تھا، لیکن یورپ کے ارباب قلم وعلم نے بھی اس اصول سے خوب فائدہ اٹھایا اور قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشکیک وشبہات پیدا کرنے کے لیے زہر افشانیاں اور خیالات فاسدہ وافکار باطلہ تحقیق کی آڑ میں پھیلانا شروع کر دیے۔

ایک غیر جانبدار محقق بنظر انصاف ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر تحقیق کرتا ہے، لیکن مستشرقین کی تحقیق کا انداز نرالا ہے کہ ان کے کسی ایک پیش رو نے اسلام کے خلاف کوئی شوشہ چھوڑا تو دوسرے نے اسی شوشے کو مزید ہوا دی اسی طرح جب وہ حدیث کے متعلق کوئی تحقیق کرتے ہیں تو وہ گولڈ زیہر اور اس کے متبعین کی تصانیف کو ہی قابل اعتماد مصادر سمجھتے ہیں۔چنانچہ گولڈ زیہر سے جو غلطی ہوئی وہی غلطی دیگر

مستشرقین نے بھی دہرائی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حدیث کا جس قدر مطالعہ گولڈ زیہر (Goldziher) نے کیا ہے، اتنا کسی اور مستشرق نے نہیں کیا، "دائرہ معارف اسلامیہ" کا مقالہ نگار اس کے متعلق لکھتا ہے: "گولڈ زیہر نے حدیث کے متعلق جو لکھا ہے، علم اس کا مرہون منت ہے۔ مستشرقین کی اسلامی تحقیقات پر جتنا اثر انداز گولڈ زیہر ہوا ہے، اتنا اس کا کوئی دوسرا معاصر مستشرق نہیں ہوا۔ (۱)

گولڈ زیہر کی تمام تر زہر افشانیاں اس کی کتاب "دراسات محمدیہ (جرمن زبان میں شائع ہوئی ہے) میں موجود ہیں جن کا مطالعہ کر کے ہر بعد میں آنے والا مستشرق انہی خیالات کو اپنے الفاظ میں بیان کرتا ہے، قطع نظر اس بات سے اصول حدیث اور تاریخ حدیث پر مسلمانوں کا جو موقف ابتدا سے رہا ہے وہ ہر دور کی تصانیف میں درج ہے لیکن مستشرقین نہ تو مسلمانوں کے موقف کی طرف توجہ کرتے ہیں اور نہ ہی حدیث کے متعلق مسلمانوں کے چودہ سو سالہ ادب کو کوئی اہمیت دیتے ہیں۔

تعجب کی بات ہے کہ مستشرقین کے پاس اپنی مذہبی کتابوں کے متعلق یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی دلیل نہیں کہ کن مصادر کی مدد سے یہ کتابیں لکھی گئیں؟ جن ہستیوں کی طرف منسوب ہیں وہ واقعی انہی کی زبان وقلم سے نکلی ہیں؟ ان کتابوں کے متن میں جو باتیں درج ہیں ان کو عقلاً تسلیم کرنا ممکن ہے یا نہیں؟ انجیل کے مصنفین کے متعلق بھی عیسائیوں کو کچھ علم نہیں کہ وہ کون ہیں؟ بس یہ کہہ کر جان چھڑوائی جاتی ہے کہ وہ لوگ ملہم (Inspired) تھے اور اسی الہام (Inspiration) کی مدد سے انہوں نے وہ کتابیں لکھی تھیں۔ مستشرقین بائبل کے مصنفین کی ہر بات کو آنکھ بند کر کے تسلیم کر لیتے ہیں اور اس حوالے سے ان کے قلموں کی سیاہی خشک، افکار کی دھار کند اور تخیل کی تیزی جمود کا شکار ہے کیا انصاف کا یہی معیار ہے؟

احادیث پر مستشرقین کے چند مشہور اعتراضات مع جوابات پیش خدمت ہیں۔ یہ لوگ احادیث پر عموماً پانچ اعتراضات کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

1۔ پہلا اعتراض:

احادیث کی کتابوں میں بعض موضوع روایات کے پائے جانے کی وجہ سے دوسری احادیث کی حیثیت مشکوک ہے، چنانچہ آرتھر جفری اپنی کتاب "Islam, Muhammad and his religion" میں لکھتا ہے:

"After the prophet's death, however, the growing community of his followers found that a great many problems of religion, and even more of community life, were arising for which there was no specific guidance in the Quran, Guidance was therefore sought in the Traditions, Hadith, as to what the prophet had said and done, or was reported to have said and done. This vast accumulation of genuine, partly genuine, and quite spurious traditions was presently digested into the collection of Hadith" (۲)

"تاہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد، ان کے پیروکاروں کی بڑھتی ہوئی جماعت نے محسوس کیا کہ مذہبی اور معاشرتی زندگی میں بے شمار ایسے مسائل ابھر رہے ہیں جن کے متعلق قرآن میں کوئی رہنمائی موجود نہیں، لہذا ایسے مسائل کے متعلق راہنمائی حدیث میں تلاش کی گئی۔ احادیث سے مراد وہ چیزیں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے کہیں یا آپ ان پر عمل پیرا ہوئے یا وہ چیزیں جن کے متعلق کہا گیا کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یا افعال ہیں۔ صحیح، جزوی طور پر صحیح اور اور جعلی احادیث کا بہت بڑا ذخیرہ حدیث کی کتابوں میں جمع کردیا گیا۔"

آتھر جیفری نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ صحیح اور جزوی طور پر صحیح احادیث بھی تھیں لیکن جعلی احادیث بھی وضع کی گئیں تھیں مسلمانوں نے صحیح احادیث کے ساتھ من گھڑت احادیث کو بھی کتابوں میں درج کردیا جس سے دوسری صحیح حدیثوں کی حیثیت مشکوک ہوگئی۔

جیفری کے اعتراض کا تنقیدی مطالعہ:

مستشرقین کا یہ اعتراض انتہائی کمزور اور سطحی درجہ کا ہے ،احادیث کی کتابوں میں موضوع احادیث کی موجودگی کوئی ایسی بات نہیں جس کے انکشاف کا سہرا مستشرقین کے سر پر ہو، بلکہ مسلمان ہر زمانے میں اس قسم کی حدیثوں سے آگاہ رہے ہیں اور علما نے اپنے دینی بھائیوں کو ہمیشہ ایسی احادیث سے آگاہ اور خبردار کیا ہے۔چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے "اللآلی المصنوعہ فی الا حادیث الموضوع" کے عنوان سے کتاب لکھی جس میں تمام موضوع احادیث کو جمع کیا اور اسی طرح حافظ ابو الحسن بن عراق نے "تنزیہ الشریعۃ المرفوع عن الاحادیث الشنیعۃالموضوع " کتاب لکھی جس میں موضوع روایات کا ذکر ہے تا کہ مسلمان موضوع احادیث سے ہوشیار رہیں۔جب مسلم علما کا حدیث کے ساتھ اس قدر اشتغال ہے کہ وہ موضوع اور صحیح، ضعیف اور سقیم حدیث میں تمیز کر سکتے ہیں اور انہوں نے ایسے قوانین اور اصول مرتب کیے جن کی روشنی میں احادیث صحیحہ کو پرکھا جاسکتا ہے تو موضوع روایات کے پائے جانے کی وجہ سے احادیث صحیحہ کی حیثیت کیسے مشکوک ہوگئی؟

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی شریف میں کوئی حدیث موضوع نہیں اور ابن ماجہ میں کو چند ایک موضوع احادیث ہیں لیکن محدثین نے ان کی بھی نشاندہی کی ہے۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین کو ایسی احادیث کے موضوع ہونے کا علم بھی مسلمانوں کی خوشہ چینی سے ہوا ہے ورنہ جو قوم بائبل کے ہر رطب ویابس کے کلام اللہ ہونے پر یقین رکھتی ہو، اسے کیا خبر کہ صحیح حدیث کونسی ہے اور موضوع کونسی؟

دوسرا اعتراض

سر ولیم میور اور گولڈ زیہر کا دعویٰ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں لکھنے کا کام آپ کی وفات کے نوے برس بعد شروع ہوا، اور بعد میں آنے والے مستشرقین اور منکرین حدیث نے تو ایک قدم آگے بڑھ کر کہہ دیا کہ احادیث کی تدوین تیسری صدی ہجری میں ہوئی ہے اس لیے حدیث کو دین اسلام کا مصدر قرار دینا صحیح نہیں اور اس پر اعتماد بھی نہیں کیا جا سکتا؟

مستشرقین کی اس دعوے کا تنقیدی مطالعہ

مستشرقین کا یہ اعتراض زبردست مغالطے پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ حدیث کی حفاظت کا طریقہ محض کتابت نہیں ہے بلکہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مختلف طریقے اختیار کیے گئے ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(۱) بذریعہ یادداشت: عربوں کو غیر معمولی یادداشت اور قوت حافظہ عطا کی گئی تھی ان کو اپنی شاعری کے سینکڑوں اشعار یاد ہوتے تھے، وہ نہ صرف اپنے سلسلہ نسب کو یاد رکھتے تھے بلکہ اکثر لوگوں کو تو اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب تک یاد ہوتے تھے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت جعفر بن عمرو الضمری بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ عبیداللہ بن عدی بن خیار کیساتھ حضرت وحشی سے ملنے "حمص" گیا، عبیداللہ نے پوچھا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو حضرت وحشی نے جواب دیا کہ آج سے کئی سال پہلے ایک دن عدی بن خیار کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا تھا اور میں اس بچے کو چادر میں لپیٹ کر مرضعہ کے پاس لے گیا تھا بچہ کا سارا جسم ڈھکا ہوا تھا میں نے صرف پاؤں دیکھے تھے، تمہارے پاؤں اسکے پاں کیساتھ مشابہت رکھتے ہیں (۳)

غور کرنے کی بات ہے کہ جو قوم اتنی معمولی باتوں کو اتنے وثوق سے یاد رکھتی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال یاد رکھنے کا کتنا اہتمام کرے گی جبکہ وہ انہیں اپنے لیے راہ نجات سمجھتے ہوں اور اس ارشاد عالی کو بھی سن رکھا ہو۔ نضر اللہ امرأ سمع منا حدیثا فحفظہ حتی یبلغہ فرب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ ورب حامل فقہ لیس بفقیہ (۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس شخص کو تر وتازہ رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی اور اسے یاد کیا یہاں تک کہ اسے آگے دوسروں تک پہنچایا پس بہت سے فقہ کے حامل ایسے ہیں جو اسکو زیادہ فقیہ لوگوں تک پہنچا دینگے اور بہت سے فقہی مسائل کے واقف ایسے ہیں جو خود فقیہ نہیں ہیں، چنانچہ صحابہ کرام احادیث زبانی یاد کرنے کے عادی تھے۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ممتاز صحابی ہیں اور پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے ایک تہائی

رات میں نماز پڑھتا ہوں، ایک تہائی میں سوتا ہوں، اور باقی ایک تہائی رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث یاد کرتا ہوں۔(۵)

(۲) مذاکرے: حفاظت حدیث کا دوسرا مصدر وماخذ اور طریقہ صحابہ کرامؓ کے باہمی مذاکرے تھے انہیں جب بھی کسی سنت کے بارے میں علم ہوتا تو وہ اسے بیان کر کے دوسروں تک پہنچاتے اور یہ طریقہ کار درحقیقت حضور اکرم کے حکم کی تعمیل پر مبنی تھا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "فلیبلغ الشاهد الغائب"(۶) جو لوگ حاضر ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں، چونکہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں علم حدیث کی بہت اہمیت تھی اس لیے ان کا مشغلہ یہی تھا کہ جب بھی وہ باہم یکجا ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا تذکرہ کرتے ان مسلسل اور متواتر مذاکروں نے سنت کی حفاظت میں اہم کردار ادا کیا اور جو احادیث مبارکہ چند افراد تک محدود تھیں وہ دوسروں تک پہنچ گئیں۔

(۳) تعامل: سنت کی حفاظت کا تیسرا راستہ یہ تھا کہ اس پر عمل کیا جائے، صحابہ کرامؓ نے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا اسے عملی طور اپنے آپ پر جاری کیا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو بھول جاتے جبکہ انہوں نے اپنی زندگیوں کی عمارت اسی بنیاد پر استوار کی تھی۔

(۴) کتابت: حدیث مبارکہ کی حفاظت کا چوتھا طریقہ "کتابت" ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں شروع ہو چکا تھا مستشرقین کا یا منکرین حدیث کا یہ کہنا کہ احادیث تیسری صدی ہجری میں یا اڑھائی سو سال بعد لکھی گئیں یہ تاریخی حقائق کو جھٹلانے والی بات ہے جو محض ہٹ دھرمی اور تعصب پر مبنی ہے۔ تاریخی طور پر کتابت حدیث کو چار مراحل پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

الف: متفرق طور پر احادیث جمع کرنا۔

ب: کسی شخصی صحیفہ میں احادیث کو جمع کرنا جس کی حیثیت ذاتی یادداشت کی ہو۔

ج: احادیث کو کتابی صورت میں بغیر تبویب (ابواب بندی) کے جمع کرنا۔

د: احادیث کو کتابی صورت میں تبویب کے ساتھ جمع کرنا۔(۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث لکھوانا، صحابہ کا احادیث کو لکھنا اور ان کی حفاظت کے لیے زبردست کوششیں کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک احادیث کی حفاظت انتہائی اہم ذمہ داری تھی اور وہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔

عہد تابعین میں کتابت وتدوین حدیث

جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، اسلامی سرحدیں دنیا کے طول وعرض میں پھیلنے لگیں مسلمانوں کی تعداد

بڑھتی گئی ،صحابہ کرام ایک ایک کر کے اس دنیا سے رخصت ہوتے گئے ان حالات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سرکاری سطح پر احادیث طیبہ کی تدوین کیلئے اقدامات کیےاور یہ 100ہجری کی بات ہے لیکن حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اس کوشش اور حکم سے پہلے بھی عہد تابعین میں احادیث کی تدوین کے آثار ملتے ہیں ۔اس سلسلے میں صحیفہ ہمام بن منبہ نمایاں ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ کے جلیل القدر شاگرد حضرت ہمام بن منبہ نے اپنے استادِ محترم سے حاصل کردہ روایات کو جمع کیا اور اس کا نام الصحیفہ الصحیحہ رکھا۔امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اس صحیفہ کو بجنسہا نقل کردیا ہے ۔حسن اتفاق سے چند سال پہلے اس صحیفہ کا اصل مخطوطہ دریافت ہوگیا ہے اس کا ایک نسخہ جرمنی میں برلن کے کتب خانہ میں موجود ہے اور دوسرا نسخہ دمشق کے کتب خانہ مجمع العلمی میں ،سیرت اور تاریخ کے مشہور محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے ان دونوں نسخوں سے مقابلہ کر کے یہ صحیفہ شائع کردیا ہے اس میں ایک سے اڑتیں احادیث ہیں ،اور جب مسند احمد سے اس کا مقابلہ کیا گیا تو کہیں ایک حرف یا ایک نقطہ میں بھی فرق نہیں تھا۔(۸)

خلاصہ کلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں ہی احادیث کو لکھا جانے لگا تھا لیکن وہ احادیث کسی ترتیب سے نہیں تھیں جس نے جو سنا اس کو نقل کرلیا ،بعد میں جیسے جیسے علم حدیث کے ساتھ اہل علم کا اشتغال بڑھتا گیا تو مختلف اعتبار سے علم حدیث پر کتب لکھی جانے لگیں کسی نے فقہی نقطہ نظر سے اپنی کتاب کو تالیف کیا اور کسی نے ''عقائد''اور''ایمانیات''سے آغاز کیا ۔''طہارت''سے متعلقہ احادیث کو ''کتاب الطہارت''میں اور ''نماز''سے متعلقہ احادیث کو''کتاب الصلوۃ''میں اور زکوۃ کی احادیث کو ''کتاب الزکوۃ''میں علی ہذالقیاس اس طرح باقی احکامات کو ابواب بندی کر کے درج کیا۔

تیسرا اعتراض

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتابت حدیث سے منع کرنا "قال لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآنِ فلیمحہ۔۔۔۔ وحدثوا عنی ولا حرج ۔۔۔۔۔ومن کذب علی متعمدا فلیتبو مقعدہ مِن النارِ "(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے کوئی بات نہ لکھو اور جس آدمی نے قرآن مجید کے علاوہ مجھ سے کچھ سن کر لکھا ہے تو وہ اس مٹادے اور مجھ سے سنی ہوئی احادیث بیان کرو اس میں کوئی گناہ نہیں اور جس آدمی نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔مستشرقین کہتے ہیں کہ یہ احادیث اس بات کی دلیل ہے کہ احادیث حجت نہیں،تو پھر حدیثوں کی کیا اہمیت اور ان پر اعتماد کیسا؟

مستشرقین کے اس فکر کا تنقیدی مطالعہ

جب مستشرقین کا دعویٰ یہ ہے کہ احادیث قابل اعتماد اور لائق حجت نہیں تو پھر اپنے موقف کی تائید میں حدیث کو پیش کر کے استدلال کرنا کیسے صحیح ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین اسلام کی دشمنی میں اس قدر سچائی اور حق سے دور جا چکے ہیں کہ اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لیے ایک بات پر نکتہ اعتراض اٹھا رہے ہوتے ہیں تو دوسرے مقام پر اسی رد کی ہوئی بات سے دلیل پکڑ رہے ہوتے ہیں قطع نظر اس بات سے اس عمل سے ان کے اپنے اقوال میں تضاد واقع ہو رہا ہے۔

☆ امام نووی شارح صحیح مسلم نے منع کتابت حدیث کی ایک اور توجیہ ذکر کی ہے کہ علی الاطلاق کتابت کسی بھی زمانہ میں ممنوع نہیں ہوئی، بلکہ بعض حضرات صحابہ ایسے کرتے تھے کہ آیات قرآنی لکھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ تشریح وتفسیر بھی اسی جگہ لکھ لیا کرتے تھے۔یہ صورت بڑی خطرناک تھی، کیونکہ اس سے آیات قرآنی کے التباس کا قوی اندیشہ تھا اس لیے صرف اس صورت کی ممانعت کی گئی تھی بقرآن سے الگ احادیث لکھنے کی کوئی ممانعت نہیں تھی۔

جن احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کتابت حدیث کی ممانعت کی گئی ہے یہ اس زمانے کی بات ہے جب تک قرآن کریم کسی ایک نسخہ میں مدون نہیں ہوا تھا بلکہ متفرق طور پر صحابہ کے پاس لکھا ہوا تھا دوسری طرف صحابہ کرام بھی ابھی تک اسلوب قرآن سے اتنے مانوس نہ تھے کہ وہ قرآن اور غیر قرآن میں پہلی نظر تمیز کر سکیں، ان حالات میں اگر احادیث بھی لکھی جائیں تو خطرہ تھا کہ وہ قرآن کیساتھ گڈمڈ ہو جائیں اس خطرہ کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت حدیث سے ممانعت فرمادی لیکن جب صحابہ کرام اسلوب قرآن سے اچھی طرح واقف ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتابت حدیث کی اجازت دیدی جسکے متعدد واقعات کتب حدیث میں منقول ہیں۔حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے شکایت کی کہ وہ بسا اوقات احادیث کو بھول جاتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "استعن بیمینك او وما بیدہ للخط (۱۰) اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور (یہ فرما کر) آپ نے اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو باتیں سنا کرتا تھا انہیں لکھا کرتا تھا یاد کرنے کے لیے۔لیکن مجھے قریش نے منع کیا اور کہنے لگے کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات کو جو سنتے ہو لکھ لیا کرتے ہو حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں (اور بشری تقاضا کی وجہ سے آپ کو غصہ بھی آتا ہے، خوشی کی حالت بھی ہوتی ہے (اور آپ کبھی غصہ میں اور کبھی خوشی کی حالت میں گفتگو کرتے ہیں لہذا میں نے کتابت سے ہاتھ روک لیا اور اس کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے کیا،حضور نے اپنی انگلیوں سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ لکھا کرو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس منہ سے سوائے حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتی۔(۱۱)

فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں انسانی حقوق پر مشتمل کئی احکام شریعت تھے،ایک یمنی شخص نے جس کا نام "ابو شاہ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ یہ خطبہ اسے تحریری صورت میں مہیا کیا جائے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اکتبوا لابی شاہ (۱۲) ابو شاہ کے لیے تحریر کرو۔یہ چند مثالیں اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ میں کتابت حدیث کا طریقہ خوب اچھی طرح رائج ہو چکا تھا لیکن یہ کوششیں سب انفرادی تھیں اور کتابت حدیث سے ممانعت ایک مخصوص وقت میں تھی۔

چوتھا اعتراض

منٹگمری واٹ احادیث طیبہ کی اسناد کے متعلق اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مسلمان اپنی بات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے کے لیے اسناد کو گھڑا کرتے تھے۔چنانچہ وہ لکھتا ہے

"The insistence on complete chains is to be associated with the teaching of Ash Shafi-I, who was roughly a contemporary of al-Waqidi .Once it became fashionable to give complete isnads, scholars must have been tempted to extend their chains backwards to contemporaries of Muhmmad.Even when thus added to the chains, however, their additions may have been sound, since they probably knew in a general way where their predecessors had obtained information. This means only that we cannot rely so fully on the early links of chains as on the later ones" (۱۳)

احادیث کی مکمل اسناد بیان کرنے کو "الشافعی " کی تعلیمات کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے جو تقریبا الواقدی کے ہم عصر تھے۔جب احادیث کی مکمل اسناد بیان کرنے کا رواج ہوگیا تو لازما علما کی یہ خواہش ہوتی ہوگی کہ وہ اپنی اسناد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تک پہنچائیں۔خواہ انہیں اپنی اسناد میں اضافہ کرنا پڑے،تاہم اس قسم کے اضافوں کو بھی قابل اعتبار سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ غالباوہ عام طور پر جانتے تھے کہ ان کے پیش روں نے یہ معلومات کہاں سے حاصل کیں،اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم جس طرح اسناد کی آخری کڑیوں پر اعتبار کرسکتے ہیں اس طرح ان کی ابتدائی کڑیوں پر اعتبار نہیں کرسکتے۔"منٹگمری واٹ یہ تاثر دینے کی کوشش کررہا ہے کہ مسلمان احادیث کی سند کو گھڑا کرتے تھے بظاہر وہ یہ نہیں کہہ رہا کہ وہ احادیث کو گھڑا کرتے تھے اس لیے کہ جب اسناد مشکوک ہو جائیں گی تو احادیث طیبہ خود بخود اپنا اعتماد واعتبار کھو بیٹھیں گی۔

واٹ کے اعتراض کا تنقیدی جائزہ

منٹگمری واٹ کا یہ اعتراض یا تو مسلمانوں کے اصول حدیث کے فن سے اس کی کلی جہالت کا نتیجہ ہے اور یا پھر احادیث طیبہ کے قصر رفیع کی بنیادوں پر عمداً کلہاڑا چلانے کی بہت بڑی سازش ہے۔روایت حدیث میں کڑی احتیاط کی خاطر محدثین کرام نے سند کی پابندی اپنے اوپر لگائی جو اسی امت کی خصوصیت ہے۔تاکہ کسی دشمن اسلام کو دخل اندازی کا موقعہ نہ مل سکے۔محدثین "اسناد" کی جانچ پڑتال کرتے تھے نہ کہ گھڑتے تھے۔

سند کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ جو شخص بھی کوئی حدیث بیان کرے، پہلے وہ یہ بتائے کہ اس کو یہ حدیث کس نے سنائی ہے؟ اور اس سنانے والے نے کس سے سنی ہے؟ اسی طرح جتنے راویوں کا واسطہ اس حدیث کی روایت میں آیا ہے، ان سب کے نام بترتیب بیان کرکے اس صحابی کا نام بتائے جس نے یہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سن کر روایت کی ہے، چنانچہ آج حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو عظیم الشان مجموعے مشہور و معروف کتب حدیث کی صورت میں ہمارے پاس محفوظ اور پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں، ان میں ہر ہر حدیث کے ساتھ اس کی سند بھی محفوظ چلی آرہی ہے، جس کی بدولت آج ہر حدیث کے بارے میں نام بہ نام یہ بتایا جاسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک یہ حدیث کن کن اشخاص کے واسطے سے پہنچی ہے۔

کسی حدیث کی سند میں اگر درمیان کے کسی راوی کا نام چھوڑ دیا جائے تو محدثین ایسی سند کو "منقطع" کہہ کر نا قابل اعتماد قرار دیتے ہیں، اور اگر نام تو سب راویوں کے بیان کردے جائیں، مگر ان میں کوئی راوی ایسا آجائے جو ثقہ، اور متقی و پرہیز گار نہ ہو، یا اس کا حافظہ کمزور ہو یا وہ ایسا غیر معروف شخص ہو جس کے تقوی اور حافظے کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو، تو ایسی تمام صورتوں میں محدثین، اس سند پر اعتماد نہیں کرتے اور جب تک وہ حدیث کسی اور قابل اعتماد سند سے ثابت نہ ہوجائے اسے قابل استدلال نہیں سمجھتے اور یہ ساری تفاصیل جاننے کے لیے "اسماء الرجال" کا فن ایجاد کیا گیا جسمیں راوی کے تمام ضروری حالات مثلاً، پیدائش و وفات، تعلیم کب اور کس سے حاصل کی، شاگرد کون تھے، ناقدین کی کیا رائے تھی وغیرہ ذالک سب اس میں موجود ہیں(۱۴)

فن اسماء الرجال کے بارے میں ڈاکٹر اسپرنگر جیسے متعصب یورپین کو یہ لکھنا پڑا کہ کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح "اسماء الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہو(۱۵)

خلاصہ کلام محدثین روایت کو لینے اور بیان کرنے میں بڑی احتیاط کرتے تھے اور باقاعدہ اسناد کی جانچ پڑتال کرتے تھے اور اس کا مقصد ہی یہی ہوتا تھا کہ وہ "سند" من گھڑت تو نہیں اگر کسی قسم کا کوئی شبہ یا شک ہوتا تو روایت کو چھوڑ دیتے تھے چہ جائیکہ یہ کہا جائے کہ وہ "اسناد" کو گھڑتے تھے۔اور راویوں کی چھان بین کے سلسلے میں "اسماء الرجال" جیسا عظیم الشان فن ایجاد ہوا جس کی بدولت کسی بھی راوی کے مکمل حالات معلوم کیے جاسکتے ہیں لہٰذا یہ کہنا کہ محدثین اسناد کو گھڑا کرتے تھے یہ سراسر بے جا الزام ہے جو دعوی بلا دلیل کے قبیل سے ہے،جس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۵۔ پانچواں اعتراض

گولڈ زیہر اور شاخت نے متن حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ محدثین نے اسناد کے پرکھنے میں جس قدر محنت کی، اس قدر محنت "متن" کی جانچ پڑتال میں نہیں کی کہ آیا وہ بات جس کو حدیث بیان کررہی ہے وہ اس معاشرے اور واقعہ پر بھی منطبق ہوتی ہے؟

مذکورہ اعتراض کا تنقیدی مطالعہ

مستشرقین کا یہ کہنا کہ "متن" کی جانچ پڑتال نہیں کی گئی یہ حقائق سے چشم پوشی کرنا ہے۔محدثین نے جس طرح احادیث کی "اسناد" کو پرکھا اسی طرح "متون حدیث" کو بھی پرکھا اور اس سلسلے میں اصول وقواعد مرتب کیے،شاذ ومعلل کی اصطلاحات مقرر کیں جس طریقے سے سند میں شذوذ پایا جاسکتا ہے اسی طرح متن میں بھی، جس طریقے سے کوئی علت خفیہ قادحہ سند میں ہوسکتی ہے متن میں بھی پائی جاسکتی ہے، جس طرح منکر،مضطرب، مصحف،مقلوب ہوسکتی ہے اسی طرح بعینہ متن میں بھی یہ صورت حال ہوسکتی ہے۔لہٰذا جب محدثین کرام نے سند اور متن دونوں کے پرکھنے کے اصول وضع کیے ہیں تو پھر کہاں اس بات کی گنجائش ہے کہ یہ کہا جائے کہ محدثین نے "متن حدیث" کو نہیں پرکھا۔

احادیث کے "متون" کی جانچ پڑتال تو صحابہ کرام کے زمانے میں بھی ہوتی تھی جس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ باوجود "سند" کے صحیح ہونے کے، "متن" کو رد کردیا گیا۔جیسا کہ فاطمہ بنت قیس کا مشہور واقعہ ہے حضرت عمر نے جب ان کی حدیث کو سنا کہ جب ان کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے رہائش اور خرچہ مقرر نہیں کیا یعنی یہ مسئلہ سامنے آیا کہ مطلقہ ثلاثہ کو سکنی ونفقہ نہیں ملے گا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: قال ما كنا لِندع كِتاب ربنا وسنة نبينا صلى الله عليهِ وسلم لِقولِ امرة لا تدرِى حفِظت ذلِك ام لا "ہم ایک عورت کے بیان پر اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترک نہیں کریں گے پتہ نہیں اس کو ٹھیک سے یاد بھی رہا یا نہیں" ایسی عورت

کوثر چہ وغیرہ ملے گا(۱۶)

حضرت عائشہ نے جب حدیث ابن عمر کو سنا اِن المیت لیعذب بِبکاءِ اھلِہِ "میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔"

تو فرمایا "لا واللہِ ما قالہ رسول اللہِ صلی اللہ علیہِ وسلم قط اِن المیت یعذب بِبکاءِ اھلہ ولکِنہ قال اِن الکافِر یزِیدہ اللہ بِبکاءِ اھلِہِ عذابا واِن اللہ لھوا ضحك وابکی ولا تزِر وازِرۃ وِزر اخری "نہیں اللہ کی قسم رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ مردہ کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اللہ ہی ہنساتے اور رلاتے ہیں کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔"

راوی حدیث حضرت ابوایوب کہتے ہیں کہ:۔جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ حدیث پہنچی تو فرمایا "قالت اِنکم لتحدِثونِی عن غیرِ کاذِبِین ولا مکذبِین ولکِن السمع یخطِیء" تم مجھے ایسے آدمیوں کی روایت بیان کرتے ہو جو نہ جھوٹے ہیں اور نہ تکذیب کی جاسکتی ہے البتہ کبھی سننے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

مراجع ومصادر

(۱) پیر کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ج ۷، ص ۱۹۷

(۲) "Islam, Muhammad and his religion"Page12

(۳) درس ترمذی جلد اول ص ۳۲، از شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب

(۴) ابو داؤد شریف، کتاب العلم

(۵) حجیت حدیث صفحہ ۳۶ از شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب

(۶) بخاری شریف، کتاب المناسک

(۷) حجیت حدیث ص ۳۷،

(۸) درس ترمذی جلد اول ص: ۳۷

(۹) مسلم شریف ج ۲

(۱۰) ترمذی شریف

(۱۱) ابو داؤد شریف ج ۲

(۱۲) صحیح بخاری، کتاب العلم

(۱۳) (Muhammad at madina oxford university Press Karachi Page 388 pub year1981)

(۱۴) کتابت حدیث عہد رسالت وعہد صحابہ میں، صفحہ ۴۷

(۱۵) خطبات مدراس ص: ۷۷

(۱۶) سنن ابی داؤد، باب الطلاق

جنرل مرزا اسلم بیگ*

پاک افغان مفادات

"ہماری منزل اور قومی مفادات مشترک ہیں"......ملا عمر

2001میں جب امریکہ نے افغانستان پر مصائب والم (Shock and Awe)کے پہاڑ ڈھائے اور قبضہ کرلیا تو اس وقت ملا عمر نے پاکستان کو پیغام بھیجا تھا کہ آپ نے ہمارے خلاف جنگ میں ہمارے دشمنوں کا ساتھ دیا ہے لیکن اس کے باوجود ہم پاکستان کو اپنا دوست سمجھتے ہیں کیونکہ ہمارے قومی مفادات اور منزل مشترک ہیں۔ان الفاظ کے بہت گہرے معنی ہیں جن کو سمجھنے کیلئے باریک بینی سے تجزیہ کی ضرورت ہے تاکہ موجودہ بحرانی دور میں ہم کوئی قابل عمل حکمت عملی وضع کرسکیں۔اس تجزیے سے جو پہلا سوال ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ سوویٹ یونین کی جارحیت کے خلاف افغانیوں کی جنگ آزادی میں بھرپور مدد کے باوجود امریکہ نے افغانیوں سے کیوں پیٹھ پھیر لی تھی جبکہ وہ فاتح تھے اور ان کی خودمختاری کے قیام کی مخالفت کی تھی اور اب بھی شدت کے ساتھ یہ مخالفت جاری ہے۔اس کی وجوہات یہ ہیں:

۱۔ سی آئی اے (CIA) اور آئی ایس آئی (ISI) نے اس گوریلا جنگ کی منصوبہ بندی کی جو کہ دنیا کے ستر (70) ممالک سے آئے ہوئے جہادیوں کی مدد سے لڑی گئی تھی۔اس کے سبب افغانستان میں ایک مزاحمتی قوت کا مرکز وجود میں آیا جس نے سپر پاور سوویٹ یونین کو شکست دی جس کے ٹوٹنے کے بعد امریکہ کو بڑے مفادات حاصل ہوئے اور اسے ڈر تھا کہ یہ مزاحمتی قوت کا مرکز اگر قائم رہا تو اس کے مفادات کیلئے خطرناک ثابت ہوگا۔

۲۔ لہٰذا افغانستان میں جہادی قوت کی توسیع اور اسلامی مملکت کے ممکنہ قیام کو مغربی دنیا نے اپنے مفادات کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے اسے محدود کرکے ختم کرنا ضروری سمجھا۔

۳۔ آئی ایس آئی نے دنیا بھر کے جہادیوں کے ساتھ اچھے مراسم قائم کرلئے تھے جس کی وجہ سے

---

* سابق چیف آف آرمی سٹاف

اسے مزاحمت کا طاقت ور ہتھیار سمجھتے ہوئے اس کی طاقت اور اثر و رسوخ کو ختم کرنا ضروری سمجھا گیا تاکہ امریکی مفادات کیلئے وہ خطرہ نہ بن سکے۔

ان اہداف کو ذہن میں رکھتے ہوئے سوویٹ یونین کی پسپائی کے بعد امریکہ نے مجاہدین کو افغانستان میں شریک اقتدار ہونے سے محروم کردیا اور دانستہ خانہ جنگی کرائی اور افغانیوں کے مزاحمتی مرکز کو کمزور کیا لیکن تمام ہتھکنڈے ناکام ہوئے کیونکہ 2001 میں جب امریکہ نے افغانستان پر چڑھائی کی تو مزاحمتی قوت پھر سے یکجا ہوگئی جس نے امریکیوں اور نیٹو کو بدترین شکست سے دوچار کیا اور اب صرف 12000 فوجیوں کی مدد سے ایک بار پھر وہ طالبان کو اقتدار میں شرکت کے حق سے محروم کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں جبکہ امریکی ریشہ دوانیوں کے خلاف طالبان متحد ہیں اور مکمل فتح کی خاطر ایک بھرپور اور بامقصد جنگ کا آغاز کردیا ہے۔

اپنی سازشوں کی تکمیل کیلئے امریکہ نے پاکستانی حکومت کی مدد سے آئی ایس آئی کو افغان جہاد سے وابستہ تمام اہلکاروں سے پاک کردیا جس سے دنیا بھر کے جہادیوں سے اس کے تعلقات ختم ہوگئے جو آٹھ سالہ طویل مزاحمتی جنگ میں شامل رہے تھے۔ لیکن ان اقدامات سے امریکہ کو خود بڑا نقصان اٹھانا پڑا۔ اس لئے کہ جب امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو 2001 سے 2016 تک کی جنگ میں مدد کی ضرورت پڑی تو آئی ایس آئی معمولی مدد کے قابل رہ گئی تھی۔ امن مذاکرات بھی ناکام ہوگئے اور اب مزاحمتی جنگ کی شدت بڑھتی جارہی ہے جو طالبان کیلئے فتح کی نوید اور منزل کے قریب ہونے کی علامت ہے۔ بلاشبہ اس وقت افغانستان کی قابل ذکر قوت طالبان ہیں کیونکہ ان کی مزاحمتی قوت کا مرکز ناقابل تسخیر ہے جو افغانستان میں اسلامی مملکت کے قیام کی ضمانت ہے۔

افغان مزاحمتی قوت کا یہ مرکز اپنے اندر ایک مقناطیسی کشش رکھتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پڑوسی ممالک مثلاً روس، چین ایران اور وسطی ایشیائی ممالک اسی کشش سے مرعوب ہوکر طالبان کے ساتھ قریبی تعلقات استوار کررہے ہیں لیکن پاکستان ابھی تک امریکہ کا اتحادی ہونے کے زعم میں مبتلا ہے اور اس حوالے سے ہماری پالیسی تذبذب کا شکار ہے لیکن خوش قسمتی سے امریکہ نے خود پاکستان کے ساتھ اتحادی تعلقات کی بے توقیری کرکے بھارت کیساتھ تعلقات بڑھائے ہیں جس کے سبب قدرت نے ہمیں منفرد فیصلہ کرنے کا ایک سنہری موقع عطا کیا ہے جبکہ بھارت امریکی خواہش پر طالبان کیساتھ دھوکے اور فریب کا کھیل کھیلنے اور طالبان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو محدود کرنے کیلئے مکمل طور پر رضامند ہے۔ اب ہمارے راستے جدا جدا ہیں، ہمارا راستہ حق و صداقت اور ایثار و قربانی کا راستہ ہے جو حصول مقصد کا راستہ ہے۔

پاکستان کیلئے مثبت اور باہمت اقدامات اٹھانے کا یہ فیصلہ کن لمحہ ہے۔آسان سی بات ہے جس پر عمل کرنا بھی نہایت آسان ہے کیونکہ آج پاکستان کو نئے مواقع درپیش ہیں جنہیں نہایت دانشمندی سے استعمال کرتے ہوئے عمل کرنا ضروری ہے مثلاً:

ضرب عضب کے مقاصد پایہ تکمیل تک پہنچنے کے قریب ہیں اس لئے ضروری ہے کہ سرحدوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبائلیوں اور اسکاؤٹس کو سونپ دی جائے اور افغان فوجوں کی جانب سے کسی قسم کی سرحدی خلاف ورزی اور حملے کا سخت اور منہ توڑ جواب دینے کی حکمت عملی تیار کرلی جائے۔

اندرون ملک بے گھر افراد (IDPs) کی بحالی کیلئے حکومت کی مدد کی جائے اور سول انتظامیہ کے ذریعے حکومتی رٹ قائم کرنے کے حوالے سے ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے۔

امریکہ کی جانب سے افغان حکومت کی 12000 فوجیوں کے ذریعے فوجی مدد بڑھانے کا فیصلہ اعتراف شکست ہے اس لئے کہ ماضی کی بدترین شکست کی حکمت عملی کو دہرایا جارہا ہے یعنی پہلے والی غلطی کو پھر سے دہرایا جارہا ہے۔گذشتہ عشرے میں 150,000 امریکی اور نیٹو فوجیوں کے باوجود انہیں طالبان کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اور اب افغانستان کی آزادی کی جنگ اس مقام پر آپہنچی ہے جہاں دنیا کی ایک بڑی طاقت کا غرور خاک میں ملنے کو ہے۔یہ منظر ہم دیکھیں گے لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے۔ امریکہ کے اس فیصلے کا نتیجہ طالبان کے حق میں ہوگا جن کا عزم پختہ ارادے مصمم اور مقصد سے وابستگی لازوال ہے یعنی اپنے مادر وطن کی آزادی کی جنگ ان کیلئے ایک مقدس فریضہ ہے۔

دانشمندی اور بصیرت سے فیصلہ کرتے ہوئے پاکستان کو حاصل مواقع کی مناسبت سے اقدامات اٹھانے ہوں گے کیونکہ افغانیوں کی مزاحمتی قوت کی کشش نشان منزل کی نشاندہی کرتی ہے اور ہمسایہ ممالک کو اپنی جانب راغب کرتی ہے اسی سوچ کے گرد علاقائی تذویراتی اتحاد بنتا نظر آرہا ہے جو امن وسلامتی کی ضمانت ہوگا اور بیرونی سازشیں دم توڑ جائیں گی۔

حرف آخر:

کچھ عرصہ قبل تورخم کے بارڈر پر افغان فوج نے کسی کی شہ پر بلا اشتعال پاکستان پر حملہ کیا۔ پاکستانی فوج نے جوابی کاروائی کرکے اس سازش کو افغان سرزمین ہی پر دفن کردیا تاکہ پاکستان کے خلاف دوسرا محاذ کھولنے کی کوئی جرات نہ کرسکے۔

مولانا محمد واضح رشید حسنی ندوی*

مغرب اور دہشت گردی

یہ سچ ہے کہ مغربی سامراج نے پوری دنیا پر اپنی اجارہ داری قائم کرلی ہے، اس نے مشرقی ملکوں کے تعلیمی نظام کو بدل کر اپنے مفاد کے مطابق کیا، سماجی قدروں کو بدلا، اکثر ملکوں کی زبان بدلی، بعض ملکوں میں رسم خط بدلا، قوم کے مختلف طبقات میں نسلی عصبیتیں پیدا کرکے ان کے درمیان کشمکش پیدا کی، ایسی تہذیب کو رواج دیا جس کی بنیاد مغربی تصور اور مادی رجحان پر قائم ہے، جس میں انسانی اور اخلاقی اقدار وروایات کی صرف گنجائش ہی نہیں ہے؛ بلکہ ان کو قدامت پرستی تصور کیا جاتا ہے، اس مادی تہذیب کے اثر سے ایسی تحریکیں، دعوتیں اور ایسے خیالات، افکار، نظریات اور رجحانات وجود میں آئے جو مطلوبہ اغراض ومقاصد کے حصول کے لیے ظلم وتشدد، بربریت اور سفاکی کی تلقین کرتے ہیں، اس کے سمجھنے کے لیے مغربی ادبی نظریات کا مطالعہ کافی ہے اور جو لوگ مغربی سامراج کی تاریخ سے واقف ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ عہد خون خرابہ، قتل وغارت گری، ظلم وزیادتی، سفاکی اور آزادی رائے کے سلب کرنے کا عہد تھا، ان سامراجیوں نے اپنے سامراج کے استحکام کے لیے مغلوب قوموں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ کسی پر مخفی نہیں، خود ہندوستان میں ۱۸۵۷ء کے واقعات اس پر شاہد ہیں، کمزور قومیں مدت دراز تک مغربی جارحیت، ظلم وتشدد، ذلت ورسوائی اور محرومی وبدبختی کا شکار بنی رہیں، اس جارحیت، بربریت، سفاکی اور ظلم واستبداد کو کون نہیں جانتا، جس کا مظاہرہ برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، پرتگال، اٹلی اور سوویت یونین نے اپنی اپنی نوآبادیات میں کیا، فرانس نے تو الجزائر اور دوسرے عرب ملکوں کو اسلامی اور قومی تشخص سے محروم کرنے کے لیے ظلم وسفاکی کی ساری حدیں پار کردیں، سوویت یونین کے ستر سالہ دور اقتدار میں انتہاپسند اور ظالم اشتراکی نظام نے ایشیا کی مسلم ریاستوں میں جو زیادتیاں اور مظالم کیے اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، اس انتہا پسند اشتراکی نظام نے مظلوم ومقہور قوموں پر ایسے افکار وخیالات، نظریات وتصورات اور ایسی تہذیب نافذ کی جو ان کے دین وعقیدہ کے ہی خلاف نہیں تھی؛ بلکہ ان کی قومی خصوصیات کے خلاف تھی، اس نے زندگی کا رخ بدل دیا اور ایسا نظام قبول کرنے پر مجبور کیا جو ان کی دینی غیرت وحمیت اسلامی خودداری اور عقیدہ کو قبول نہیں

---

* معتمد تعلیم ندوۃ العلماء لکھنو

تھا، ان طاقتوں نے کئی بار علاقائی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تنازعات اور جھگڑے پیدا کر کے اور خونریز جنگیں بھڑکا کر دنیا کا نقشہ تبدیل کر دیا اور ان خونریز جنگوں نے قوموں کو کمزور اور بدحال کر دیا اور تہذیبوں کے اثرات ونشانات مٹا دیے، موجودہ دنیا کا نقشہ حقیقت میں سامراجی طاقتوں کا بنایا ہوا نقشہ ہے، جس میں ایک قوم کو کئی ملکوں میں بانٹا گیا ہے اور ایک قوم کے ایک چھوٹے حصہ کو دوسری قوم سے جوڑ کر کشمکش کے دائمی اسباب فراہم کیے ہیں۔

ان سامراجی طاقتوں نے معدنی، قدرتی وسائل سے مالا مال علاقوں پر ناجائز قبضہ کیا اور وہاں اپنی تہذیب عام کی تا کہ وہ ان کے کنٹرول میں باقی رہیں۔

امریکہ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ مصیبت زدہ اور پریشان حال لوگوں کا ملجا وماوا ہے، اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ ایک ایسا جمہوری ملک ہے جہاں حقوق انسانی کا پاس ولحاظ رکھا جاتا ہے، اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس نے کبھی کسی ملک پر ناجائز قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی کسی قوم کو اپنا غلام بنایا، جیسا کہ فرانس اور برطانیہ نے کیا کہ ان دونوں ملکوں نے اپنی نوآبادیات اور اپنے زیراثر علاقوں میں عقیدہ، ثقافت اور زبان کو تبدیل کر کے قوموں کے مزاج وفطرت کو بدل دینے کی کوشش کی، لیکن ان دعووں کے باوجود امریکہ اعلانیہ اور کھلم کھلا پوری دنیا پر اپنا تسلط اور اقتدار قائم کرنا چاہتا ہے، ماضی میں امریکہ یہ کام دفاعی اور اقتصادی امداد کی آڑ میں کر رہا تھا، دوسری سامراجی طاقتوں کے کمزور ہونے کے بعد امریکہ نے "نیا عالمی نظام" کے نام سے پوری دنیا پر ایک ایسا نظام نافذ کرنے کا اعلان کر دیا جس کا مرکز ومرچشمہ امریکہ ہو اور اب تعاون اور امداد کی آڑ میں اپنے زیراثر ملکوں پر من مانی شرطیں لگانی شروع کر دی ہیں اور وہ اپنا سیاسی ودفاعی نظام نافذ کر رہا ہے اور ان ملکوں پر اپنا خاص تصور حیات رائج کر رہا ہے، اس نے یہ نیا نظام اپنی پسند کی حکومتوں کے ذریعہ جنھیں عوامی حمایت حاصل نہیں ہے، نافذ کروانا شروع کر دیا ہے جس طرح قدیم سامراجی طاقتیں تہذیبی اور اقتصادی طور پر قوموں کو مغربی تسلط کے ذریعہ اپنا تابع بنانے پر مجبور کرتی تھیں۔

امریکہ نے اپنے نظریہ اور تصور حیات کو عام کرنے کی خاطر حکومتوں کو اپنا آلہ کار بنایا ہے اور قوموں اور عوام کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ان کی امنگوں، خواہشوں اور آرزوؤں سے صرف نظر کی ہے اور ان کی ضروریات زندگی اور مقاصد سے چشم پوشی کی ہے، چنانچہ جن ملکوں کے حکام اور ارباب حکومت امریکی حکام کی خواہشوں پر چلتے ہیں، وہاں کے عوام زندگی کے میدان سے الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں، ان کا اپنے ملک کی سیاست میں نہ تو کوئی دخل ہے اور نہ کوئی اثر ورسوخ، اس پالیسی کی وجہ سے حکومتوں اور سیاسی لیڈروں کے درمیان اور عوام اور عوامی قائدین کے درمیان زبردست دوری پیدا ہوگئی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ امریکہ تنظیموں اور تحریکوں حتیٰ کہ دہشت گردی، تشدد، انتہاپسندی اور جبر واکراہ کے معاملہ میں امتیازی سلوک اور دوہرے معیار کا مظاہرہ کررہا ہے۔ چنانچہ جو ''عمل'' اس کی مرضی کے خلاف ہوتا ہے اس کو دہشت گردی کہتا ہے اور جو ''عمل'' اس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اس کو ردعمل یا دفاع یا فطری امر سے تعبیر کرتا ہے۔ اس امتیازی سلوک اور دوہرے معیار کا مظاہرہ اس کے اس رویہ سے ہوتا ہے جو امریکہ اسرائیل فلسطین واسرائیلی حکومت اور دوسرے ملکوں کی حکومتوں کے بارے میں زندگی کے مختلف میدانوں میں اپنائے ہوئے ہے۔

وہ تمام ظالمانہ اور دہشت گردانہ کارروائیاں جو اسرائیل عرب عوام پر کرتا رہتا ہے، وہ امریکہ کی نظر میں ملک کی سلامتی کی خاطر ہیں، انتہاپسند اسرائیلی لیڈر جو عربوں اور فلسطینیوں کو بموں، راکٹوں اور ہتھیاروں کے ذریعہ تباہ وبرباد کردینے کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں اور وقتاً فوقتاً استعمال کرتے رہتے ہیں، امریکی حکام کے اندر ذرا بھی حرکت پیدا نہیں کرتے، یہاں تک کہ پناہ گزینوں کے کیمپوں میں ہزاروں بچوں اور عورتوں اور مردوں کا بہیمانہ قتل امریکہ کی نگاہ میں دہشت گردی نہیں بنتا اور اگر اس کے خلاف اقوام متحدہ میں کوئی تجویز آتی ہے تو امریکہ اس کو اپنے اثر سے بے اثر کردیتا ہے۔ اور اسرائیل کے خلاف آنے والی ہر تجویز کو رد کردیتا ہے۔ امریکہ کا دوہرے معیار والا یہی موقف ان حکومتوں کے سلسلہ میں ہے۔ جو غیر جمہوری حکومتیں امریکہ کے مفاد کے مطابق کام کررہی ہیں، امریکہ کو ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ جابرانہ اقدامات کی وہ تائید کرتا ہے۔ اسی طرح اس کا رویہ دینی تنظیموں اور بنیاد پرست تحریکوں کے بارے میں بھی ہے جو ملک کے اندر اور ملک کے باہر تشدد، دہشت گردی اور جارحیت کا مظاہرہ کررہی ہیں وہ اگر غیر اسلامی ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ہیں تو وہ امریکہ کی نظر میں دہشت گرد یا خطرناک نہیں، خاص طور پر عیسائی، یہودی تحریکیں جو اسلام دشمن سرگرمیوں میں مشغول ہیں، ان کی امداد پر امریکہ کو کوئی اعتراض نہیں، دنیا کے مختلف حصوں میں مسلم تحریکوں کے خلاف جو کارروائیاں ہورہی ہیں امریکہ ان کا مؤید ہے۔ اس کے مقابلے میں عیسائیوں اور یہودیوں کے خلاف کوئی معمولی واقعہ امریکہ کے غصہ کا سبب بن جاتا ہے۔ اس کے لیے اس نے ایک قانون بھی بنایا ہے۔ جو لوگ دعوت اسلامی کا کام کررہے ہیں، دینی تعلیم عام کرنے کی کوشش کررہے ہیں، معاشرہ کی اخلاقی اصلاح کے لیے سرگرم عمل ہیں، دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ انسانی سلوک کی دعوت دیتے ہیں اور دوسرے مذاہب کا احترام بھی کرتے ہیں، تو ایسے لوگوں کی سرگرمیاں اور کوششیں امریکی حکام کی ڈکشنری میں دہشت گردی ہیں، یہی حال یورپ کے دوسرے حکام کا بھی ہے جو امریکی حکام کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور اسلامی سرگرمیوں کے سوتوں کو خشک کردینے کا منصوبہ بنا رہے

ہیں، کیونکہ ان کی نظر میں یہ سوتے ان کے مفادات کے لیے خطرہ ہیں۔

افغانستان، عراق اور دیگر ملکوں میں امریکی کارروائی حقیقت میں کسی ایک ملک یا کسی فرد واحد کے خلاف نہیں ہے جیسا کہ میڈیا باور کرانے کی کوشش کررہا ہے، بلکہ اسکا نشانہ ایک خاص ''رجحان'' اور مخصوص ''طرز عمل'' ہے جسے امریکہ دہشت گردی تصور کرتا ہے۔ دہشت گردی کی جو تشریح و توضیح کی جارہی ہے وہ صرف اسلامی فکر پر منطبق ہوتی ہے اور دہشت گردی کا خاتمہ کے نام پر جو کارروائیاں کی جارہی ہیں ان کا نشانہ بھی صرف خاص عناصر ہیں، امریکہ اور یورپ کے ممالک اعلان کررہے ہیں کہ یہ کارروائی اسلام کے خلاف نہیں ہے؛ لیکن اپنے جو نشانے وہ بتاتے ہیں وہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں، موجودہ جنگ میں جس کا ایک عرصہ سے منصوبہ بنایا جارہا تھا واشنگٹن اور نیویارک پر ہوئے حملوں سے فائدہ اٹھایا گیا، اس جنگ کی تمہیدی کارروائیاں بھی ایک زمانہ سے اسلامی بنیاد پرستی کے خاتمہ کے نام پر جاری تھیں اور اسلامی ملکوں کی حکومتوں پر زبردست دباؤ ڈالا جارہا تھا کہ وہ اسلامی رجحان کا قلع قمع کرنے کے لیے ہر قسم کی کارروائیاں کریں جس میں حقوق انسانی اور آزادی رائے اور جمہوری قدروں کی بھی کوئی رعایت نہیں تھی، چنانچہ اس دباؤ کے نتیجہ میں ترکی اور دوسرے اسلامی ملکوں میں جو امریکہ کے حکم کے تابع ہیں، دینی آزادی پر قدغن لگائی گئی، دینی مدارس بند کردیے گئے، حجاب پر پابندی عائد کردی گئی، اسلامی رجحان رکھنے والے نوجوانوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا، اس ذہن کے ممبران پارلیمنٹ کی رکنیت سلب کی گئی اور سیاسی حقوق سے محروم کیا گیا۔

خود امریکہ میں لاکھوں نوجوان ''خفیہ قانون'' کے تحت جیلوں میں بند ہیں، اس خفیہ قانون میں قیدی پر مقدمہ نہیں چلایا جاتا؛ بلکہ بغیر جرم ثابت ہوئے قیدی جیل میں پڑا رہتا ہے، اس پالیسی کی بنیاد پر دنیا کے دوسرے ملکوں نے بھی ایسے ہی قوانین وضوابط وضع کئے ہیں، تاکہ جسے بنیاد پرست اور دہشت گرد سمجھا جائے، اس کو گرفتار کیا جاسکے اور جن ملکوں میں ایسی کارروائیاں نہیں کی گئیں امریکہ ان ملکوں کو ایسی کارروائیاں کرنے کی تلقین کررہا ہے بلکہ ان پر زبردست دباؤ ڈالا جارہا ہے۔

لیکن خود امریکہ بنیاد پرست تنظیموں اور دہشت گرد تحریکوں سے خالی نہیں ہے، ان میں سے متعدد مذہبی تنظیمیں تشدد کی قائل ہی نہیں؛ بلکہ اس پر عامل ہیں، لیکن امریکہ نے اپنے ملک کے اندر سرگرم بنیاد پرست اور دہشت گرد تنظیموں اور تحریکات کو نظر انداز کررکھا ہے، جس طرح اس نے اسرائیل کی دہشت گردی ونسل پرستی سے چشم پوشی کررکھی ہے اور دنیا کے مختلف خطوں میں اسلام اور مسلم دشمن تنظیموں اور تحریکوں کی دہشت گردی اور انتہاپسندی کو مسلسل نظر انداز کررہا ہے۔

ابھی حال میں امریکہ کی بنیاد پرست اور دہشت گرد تنظیموں سے متعلق ایک کتاب شائع ہوئی ہے

جس کا نام ہے "مسیح یہودی اور دنیا کا خاتمہ: سیاسی مسیحیت اور بنیاد پرستی امریکہ میں" (المسيح اليهودي ونهاية العالم: المسيحية السياسية والأصولية في أمريكا)، اس میں یہودیوں کے تسلط اور کٹر عیسائی تنظیموں کے سلسلے میں معلومات درج ہیں اس میں لکھا ہے کہ:

تیسرے ہزارہ کے آغاز کے ساتھ ساتھ بنیادی مذہب میں بنیاد پرستی کے احیاء کے تعلق سے دینی تشدد کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ لہر ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ساحلوں تک پہنچ گئی ہے، چنانچہ ساتویں اور آٹھویں دہائی میں امریکہ میں اسقاط حمل کی ڈسپنسریوں پر حملے کئے گئے اور ان ڈاکٹروں اور نرسوں کو قتل کردیا گیا جو اس عمل کو انجام دیتے تھے، کثرت سے بم دھماکوں کے واقعات پیش آئے، اور منظم و مسلح تنظیموں اور دینی جماعتوں نے یہ اعتقاد رکھتے ہوئے اجتماعی خودکشی کرلی، ایک جماعت کا خیال ہے کہ امریکہ ایک مسیحی ملک ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سیکولر بنیادوں پر پورے عالم کی قیادت کرنے کے بجائے مسیح ثانی کی آمد کی تیاری کرے اس مسیحی بنیاد پرستی نے مسیحی تشدد پسند جماعتوں کے کارکنوں کو لاہوتی جواز پیش کیا ہے، کہ وہ امریکی قوم کے لئے مسیحی پیغام کے احیاء کے لئے سیکولر، سیاسی اور اجتماعی نظام کے خلاف تشدد اور دہشت گردی کا راستہ اختیار کرسکتے ہیں۔

کتاب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلح بنیاد پرست مسیحی جماعتوں اور گروپوں کے اندر دو بنیادی رجحانوں میں تفریق کی جاسکتی ہے پہلے رجحان نے معاشرہ کی تبدیلی کی خاطر دینی تشدد کو مسیحی، توراتی اور دینی قدروں کی بنیادوں پر جائز قرار دیا ہے، دوسرے رجحان کو ہم "امریکن مسیحی وطنی رجحان" کا نام دے سکتے ہیں، یعنی امریکہ کی مسیحی شناخت کا رجحان۔

تنظیم برائے دفاعی پروگرام اور اس کے بانی پادری مائکل برا (Michael Bray) کو مسیح تشدد پسند تنظیموں کے نمونے کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے جو تشدد کے لاہوتی جواز اور اجتماعی نظریہ پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

"آرمی آف گاڈ" (Army of God) کی تعبیر کو امریکی میڈیا میں ۹۸-۱۹۹۷ء میں رواج ملا، چنانچہ ۱۹۹۷ء میں ایک زنانہ ڈسپنسری پر دھماکہ ہوا جہاں اسقاط حمل کا عمل انجام پاتا تھا، اسی طرح اٹلانٹا (Atlanta) میں ایک نائٹ کلب پر بم دھماکہ ہوا جہاں عورتیں جمع ہوتی تھیں اور ۱۹۹۸ء میں برمنگھم (BIRMINGHAM) میں ایک اسقاط حمل کی ڈسپنسری پر بم دھماکہ کیا گیا جس کی "آرمی آف گاڈ" نے ذمہ داری قبول کی۔

جو لیڈران تشدد اور دہشت گردی کو جائز قرار دیتے ہیں ان میں مسٹر ریالڈ تیبو رسان کو بھی شمار کیا جاتا ہے۔ ریالڈ تیبو رسان کا کہنا ہے کہ "یہ ضروری ہوگیا ہے کہ امریکہ میں بنیاد پرستی اور مسیحی سیاست کو نافذ کرنے کے لئے تشدد کو جائز قرار دیا جائے۔

کرسچین رائٹسٹ (Christian Rightist) امریکہ میں بہت فعال ہیں اور وہ خالص مذہبی بنیادوں پر سماج کی تشکیل چاہتے ہیں اور وہ سیکولر نظام کے سخت مخالف ہیں اور ایک خاص ایجنڈے پر عامل ہیں جس کا پہلا مقصد سیکولر نظام کی مخالفت اور ہر اس قانون کی مخالفت ہے جو قدیم خاندانی قدروں کی مخالفت کرتا ہو اور وہ اس سلسلہ میں کسی مداخلت اور کسی پابندی کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا ملکی داخلی سیاست میں اثر بڑھتا جارہا ہے اگر چہ انسانی اور لبرل اور سیکولر حلقے ان کی مخالفت کرتے ہیں۔لیکن ان کے ہمنواؤں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور آہستہ آہستہ ان کے اثرات امریکہ کی خارجی سیاست پر پڑنے لگے ہیں امریکہ نے دوسروں کے ملکوں میں مسیحیوں کی حفاظت کا جو قانون بنایا ہے وہ اسی لابی کے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ان کے ہم خیال بڑی سیاسی پارٹیوں میں شامل ہیں ان کے اثرات وسائل ابلاغ پر بھی ہیں، متعدد ریڈیو اور ٹیلی ویژن اسٹیشن اس جماعت کے ذمہ داروں کے بیانات نشر کرتے ہیں۔سی بی این (CBN) چینل جو ان کا مؤید ہے ۶۰ ملکوں کے لئے چالیس زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے۔

اجتماعی خودکشی

۱۹؍اپریل ۱۹۹۳ء کو F.B.I. کے عملہ نے ٹکساس میں ایک عمارت کا محاصرہ کیا جس میں ڈیوڈ قورش اوران کے ۷۳ معتقد جمع تھے ان کا خیال تھا کہ قیامت آرہی ہے، آخر کار انھوں نے آگ لگا کر خودکشی کرلی۔

۱۹؍اپریل ۱۹۹۵ء کو اس کی دوسری سالگرہ کے موقع پر تیوتھی ماکفی نے اوکلاہوما میں فیڈرل عمارت میں انتقامی کارروائی میں دھماکہ کیا، یہ دونوں کارروائیاں دینی کٹرپن کی وجہ سے کی گئیں۔

خلاصہ کلام

امریکہ کی دینی دہشت گردی اور تشدد کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کی یہ چند مثالیں ہیں، ورنہ امریکہ میں ایسی دینی جماعتیں اور تحریکات بکثرت موجود ہیں جو مسیحی رعایا کے ساتھ بدسلوکی کے الزام میں اسلامی ملکوں کے خلاف جنگ شروع کرنے کی دعوت دیتی رہتی ہیں۔ جہاں تک سیاسی اور اجتماعی تنظیموں اور تحریکوں کا تعلق ہے جو کہ سیاسی نظام سے اختلاف اور ٹکراؤ کی وجہ سے تشدد اور دہشت گردی کا مظاہرہ کررہی ہیں۔ تو ایسی تنظیموں اور تحریکوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور مشہور بھی ہیں۔کوئی شخص اس کی تصدیق نہیں کرسکتا کہ امریکی حکومت کا انٹلی جنس اور سراغ رساں ایجنسیاں امریکہ کی بنیاد پرست تنظیموں اور دہشت گرد جماعتوں کو نہیں جانتا، جو ملک کے اندر دہشت گردی اور تشدد کا راستہ اختیار کرنے کی دعوت دے رہے ہیں، حالانکہ امریکہ اس وقت پوری دنیا میں دہشت گرد تنظیموں کا پیچھا کررہا ہے اور ان ملکوں کو جنگ کی دھمکی دے رہا ہے جہاں اس کے تصور کے مطابق دہشت گرد تنظیمیں پناہ لیے ہوئے ہیں، اسے اپنے ملک کی دہشت گرد تنظیموں کو پہلے ختم کرنا چاہیے۔

مولانا محمد شرف عالم کریمی قاسمی*

کعبہ مقدسہ و مکہ مکرمہ میں برائی کا گناہ اور وبال

جس طرح تمام شہروں کے سردار و سرتاج (اللہ نے جس کے سر پر رکھا ہے انتہائی حرمت و عظمت اور جلالت و رفعت کا تاج، جس کا غایت درجہ شرف و مجد مسلم ہے کل ہی کی طرح آج، جہاں بہت زیادہ گنہگاروں، سیہ کاروں اور خطا کاروں کی رب رحیم و کریم رکھتا ہے لاج، جہاں نیکی کا خوب خوب اگتا ہے اناج، جہاں اللہ ہی کے ابدی و سرمدی قانون کا ہے راج، اور جہاں نیکی کے کام، اللہ کے احکام اور سنت نبوی واسوۂ مصطفوی کو بہت بہت دینا چاہئے رواج) مکہ مقدسہ میں نیکی کا ہوتا ہے ثواب بے حساب، ٹھیک اسی طرح مکہ مؤقرہ میں برائی کا ہوتا ہے گناہ بے پناہ، چنانچہ جلیل القدر، عظیم المرتبت اور علمی، فقہی و تفسیری میدان کے عظیم شہسوار اور فہم و فراست کے زبردست شناور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مالي و لبلد تضاعف فيها السيئات كما تضاعف فيها الحسنات

''میں اس شہر میں کیوں رہوں، جس میں نیکیوں کی طرح برائیاں بھی بڑھتی اور چڑھتی ہیں''

اور دربارِ نبوت و بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت ہی لاڈلے، بہت ہی پیارے اور بے حساب رتبہ و درجہ پانے والے صحابی رسول نہایت ہی بااصول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے:

عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه أنه قال : (لأن أخطى سبعين خطيئة بركبة أحب إلي من أن أخطى واحدة بمكة) (مصنف عبدالرزاق:۸۸۷)

''میں رکبہ (حدودِ حرم سے باہر کا ایک مقام) میں ستر غلطیاں کروں، یہ مجھے مکہ میں ایک غلطی کرنے زیادہ پسند ہے۔''

مکہ پاک، حدودِ حرم، مطاف، کعبہ اور مسجد حرام میں نادانی، نافرمانی، ظلم و زیادتی، چوری، حرام خوری اور غلط کاری کرنا نہایت ہی بھیانک، بہت سنگین، اور تباہ و برباد کرنے کا ذریعہ تو ہے ہی، اس پاکیزہ مقامات اور مقدس دیار میں گناہ و سرکشی، ظلم و زیادتی، بے دینی و بے راہ روی، اور بے حیائی و بے شرمی کے ارادے پر بھی سخت وعید آئی ہے، اور زبردست دھمکی دی گئی ہے۔

---

* صدر الاسلام اکیڈمی، مرشد شور بھٹکل ہندوستان

چنانچہ احکم الحاکمین کا صاف صاف و کھلم کھلا بیان ہے:

ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب ألیم (سورہ حج:۹)

''جو شخص اس میں (حرم میں) ظلم والحاد کا ارادہ کرے، تو ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(لو أن رجلا هم فيه بالحاد وهو بعدن أبين لأذاقه الله عزوجل عذابا أليما

''جو شخص اس میں (حرم میں) الحاد کا ارادہ کرے جبکہ وہ عدن ابین (یمن کا ایک مقام) میں ہو تو تب بھی اللہ عزوجل اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے''(مسند احمد:۴۳۱۶)

مشہور مفسر حضرت ضحاک سے منقول ہے: (إن الرجل ليهمّ بالخطيئة بمكة وهو بأرض أخرى فتكتب عليه). (تفسیر در منثور:ج۴/،ص/۳۵۲)

حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

لو أن رجلا بعدن و هم أن يقتل عند البيت أذاقه الله من العذاب الأليم

''اگر کوئی شخص یمن کے شہر عدن میں رہ کر بیت اللہ کے پاس کسی کے قتل کا ارادہ کرے تو اللہ اسے بھی دردناک عذاب چکھائیں گے''(کتاب الفروع:ج۳/،ص/۴۹۳)۔

مذکورہ آیتوں ،صحابہ کرام کی باتوں، ائمہ عظام ومفسرین عالی مقام اور محدثین ذی احترام کی شہادتوں سے یہ بات دو دو چار کی طرح واضح اور روز روشن کی طرح صاف ہو جاتی ہے کہ دور دراز مقام میں رہ کر حرم محترم میں کوئی فساد برپا کرنے کی نیت کرے گا اس کی حرمت وعزت، تقدس وعظمت اور جلالت و رفعت کو برباد وخراب کرنے کا ارادہ کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کن ذلت آمیز اور دردناک عذاب سے دو چار کرے گا، جیسا کہ واقعہ اصحاب فیل میں ابرہہ اور اس کے لشکر کو صرف کعبہ پاک کے انہدام کے ارادے پر اللہ نے تباہ و برباد اور ہلاک فرمادیا، جب صرف غلط نیت اور فساد و بگاڑ کے ارادے پر اتنے خطرناک درد ناک اور کربناک عذاب کی وعید ہے، اور سخت ترین دھمکی ہے، تو اگر کوئی حدود حرم، مسجد حرام میں اور کعبہ پاک اور مطاف میں نافرمانی ، بے حیائی اور برائی کرے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کس طرح ناراض ہوگا، کتنا سخت عذاب دے گا، اور کس طرح اس کو تباہ و برباد کردے گا، اس کے تصور ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے، اور دانتوں تلے پسینے آنے لگتے ہیں، لہذا بہت ہی ڈرنے کی بات ہے، اور حرم

پاک میں گناہوں سے بچنا ہزار بات کی ایک بات ہے۔

اس لئے عازمین عمرہ وزائرین کعبہ اور حاضرین مدینہ پاک سے دردمندانہ گزارش ہے کہ ان مقامات مبارکہ میں ہر طرح کے گناہ فتنہ وفساد، ظلم وزیادتی، برائی ونافرمانی سے مکمل طور پر بچیں، خاص کر بد نظری، بدنگاہی اور آنکھوں کی خیانت سے پورے طور پر اجتناب کریں، نگاہوں کو نیچی رکھیں، حق تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے اور اپنی ہر حرکت پر آگاہ ہونے کا دھیان جمائیں، تا کہ شیطان آپ کی عزت نہ گنوائے، اوران اشعار تقوی شعار کو پڑھتے رہیں:

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے — کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے
چوریاں آنکھوں کی، اور سینوں کے راز — جانتا ہے تو سب کو اے رب نیاز

علمی روحانی اور اصلاحی خطبات کا حسین مرقع
علماء خطباء اور عوام الناس کے لئے یکساں مفید

المعروف

انوارِ حق (مکمل سیٹ جلد)

از خطبات وافادات

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مرکزی نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ناشر و ملنے کے پتہ: القاسم اکیڈمی، خالق آباد، نوشہرہ کے پی کے

برائے رابطہ: 0301-3019929

پروفیسر توقیر عالم فلاحی*

طلبہ کی شخصیت سازی میں اساتذۂ مدارس کا کردار

اگر بچوں کے پہلے مدرسہ کا مقام یا پہلی تربیت گاہ کی حیثیت گھر کو حاصل ہے اور والدین کی شکل میں جسمانی اور ذہنی نشو ونما میں وہ اساتذہ کی سرپرستی انھیں حاصل ہوتی ہے تو مدرسہ یا دینی جامعہ کو وہ مقام حاصل ہے جہاں کے مخصوص ماحول میں متعدد علوم وفنون کے ماہر اساتذہ اخلاص ودلسوزی کے ساتھ طلبہ کی جامع شخصیت کی تیاری میں مشغول ومنہمک ہوتے ہیں۔ دین اسلام کے سچے اور مخلص نمائندہ بنانے کے ساتھ ساتھ گھر، خاندان، قوم، ملک بلکہ پوری انسانی برادری کی خیر وفلاح کے لیے ان کے اندر وہ لعل وگہر پیدا کرتے ہیں جو دنیا کے بازار میں انھیں اہمیت کا حامل بنا دیتے ہیں اور موت کے بعد کی ازلی زندگی میں بے مثل اور لافانی مسرتوں کا استحقاق پیدا کردیتے ہیں۔

اسلام قولی سے زیادہ عملی مذہب ہے، جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اسلام کی شاندار عمارت جن پانچ ستونوں پر قائم ہے(۱) ان میں توحید فکری یا نظریاتی بنیاد ہے، جسے ایمان وعقیدہ سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے اور اس کے علاوہ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج، یہ چاروں بنیادیں عملی ہیں۔ یہ کہنا بالکل بجا اور درست ہوگا کہ ایمان وعقیدہ وہ عظیم الشان بنیاد ہے جس کے بغیر یہ چاروں بنیادیں بے حقیقت ہوجاتی ہیں لیکن اس حقیقت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اعمال کے ذریعہ ہی ایمان وعقیدہ کا ثبوت ملتا ہے اور اگر اعمال نہیں ہیں تو ایمان وعقیدہ دعویٰ محض سے بڑھ کر کچھ اور نہیں ہوتا۔ اللہ رب العزت کے نزدیک یہ بات انتہائی گھناؤنی قرار پاتی ہے کہ ایک شخص ایمان کا مدعی تو ہو اور قول کا غازی تو بنتا ہو لیکن اس کے مطالبات ومقتضیات سے غفلت برتتا ہو۔ یہ ارشاد خداوندی اس صداقت پر شاہد عدل ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ. كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (۲)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم لوگ وہ بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی سنگین بات ہے کہ تم لوگ وہ کہو جو کرتے نہیں ہو۔

---

* شعبۂ دینیات (سنی)، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مدارس سے وابستہ امیدیں

مدارس میں زیر تعلیم طلبہ و طالبات قوم وملت کا بڑا قیمتی اثاثہ ہیں۔ انہی سے یہ توقعات وابستہ کی جاتی ہیں کہ وہ مدارس کے مخصوص ماحول میں تربیت پاکر معاشرہ اور قوم و وطن کے لیے ایسے گوہر نایاب بنیں گے جو حق و صداقت، عدل و انصاف، اخوت و محبت اور ہمدردی و مساوات کی فضا کو عام کریں گے اور سیئات و منکرات کے خلاف محاذ آرا ہوں گے۔ چونکہ دعوت و تبلیغ کا کام مدارس کے وجود کی ضمانت ہے اور یہی مقدس عمل امت مسلمہ کے ہر ہر فرد کی شناخت ہے۔ مدارس میں تعلیم پانے والے طلبہ اور طالبات اس کے سب سے زیادہ مکلف ہیں کہ وہ اس کار عظیم کو اپنی شناخت کا ضامن قرار دے کر اپنی صلاحیتوں کی افزائش کے لیے کوشاں اور سرگرم عمل رہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ دین اسلام نے ایک زندہ دین کی حیثیت سے عرب و عجم اور شرق و غرب میں اپنی حیثیت منوائی، لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کے علم برداروں نے کردار و عمل کی تلوار سے مدعو اور مخاطب کے قلب و ضمیر کو جھنجھوڑا اور ہدایت کی پیاسی انسانیت نے اسی امتیازی وصف کی بنیاد پر اس کے اندر مقناطیسیت کی صفت پائی اور اللہ کے دین کے وہ پاسبان بن گئے۔

دعوت دین ایک موثر فریضہ

دعوت دین کی آبیاری میں کردار و عمل ہر دور میں انتہائی موثر اور دلنشیں ذریعہ اور محرک کے طور پر قابل قبول رہا ہے اور آج بھی اس مقدس عمل کو دین کے فروغ و اشاعت اور اس کے قیام و استحکام میں ایک موثر عامل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کسی بھی مذہب یا طریقۂ زندگی کو اصلاً اس مذہب کے مستند اور محفوظ تحریری سرمایوں کی روشنی میں دیکھا جانا چاہیے، جبھی اس مذہب یا طریقۂ زندگی سے متعلق معتدل اور صائب رائے قائم کی جا سکتی ہے، کیونکہ کسی مذہب یا طریقۂ زندگی کے ماننے والے بعض تحفظات و مفادات اور احکام و تعلیمات کی غلط تعبیرات و تفہیمات کی بنا پر عملی لحاظ سے قاصر و کوتاہ ہو سکتے ہیں اور اس طرح مذہب کی غلط نمائندگی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ کسی بھی مذہب کو پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد ہر دور میں کم رہی ہے اور بالعموم مذہب کی قدر و قیمت کا اندازہ مذہب کے ماننے والوں کے کردار و عمل سے لگایا جاتا ہے۔ اگر کسی مخصوص مذہب کے پیرو کی عملی زندگی اوصاف حسنہ سے مزین ہے اور اخوت و محبت اور دیگر انسانی اقدار و اوصاف کی ترجمان ہے تو مدعو یا مخاطب شخص کے دل و دماغ پر اس مذہب کی عظمت نقش ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ وہ خود ہی اس مذہب کا مبلغ بن جاتا ہے۔

داعی کے اوصاف

دعوت کی راہ میں قول و فعل میں مطابقت، کشادہ ظرفی، رواداری، غمگساری، امانت کی ادائیگی، ایفاء عہد، عدل و انصاف کے قیام کے لیے فکرمندی، ظلم و ناانصافی کے خلاف محاذ آرائی، اچھائیوں کو فروغ دینے کی جدوجہد اور برائیوں کے انسداد کے اقدام و عمل، یہ سب اخلاق و کردار کے وہ مظاہر ہیں جو دعوت حق کے پراثر اور سحر انگیز ہونے کی ضمانت بنتے ہیں۔ دعوت الی اللہ کے لیے حکمت عملی کی قرآنی تعلیم (۳) بہت ہی پر معنی ہے۔ داعی کیلئے اس سے بڑی حکمت عملی (Practical wisdom) یا تدبیر (Strategy) کوئی اور نہیں ہوسکتی کہ داعی اپنی شخصیت کو کردار و عمل کے زیور سے آراستہ کرے۔

اساتذہ بطور نمونہ

اساتذۂ مدارس کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے تلامذہ کے لیے وہ خود بھی کردار و عمل کا نمونہ بنیں اور اپنے طلبہ کے تئیں حساس و بیدار مغز رہیں کہ ان کے اندر وہ خلاف شان اخلاق نشو و نما نہ پائیں جن سے مادر درس گاہ کی اور یہاں کے اساتذہ اور انتظامیہ کی غلط تصویر سامنے آئے اور نتیجتاً نوجوان نسل کی شکل میں قوم کی یہ امانت قوم و ملت کی امیدوں اور تمناؤں کو پامال کردے۔ اگر اساتذہ اور انتظامیہ طلبہ کے کردار و عمل کے تئیں فکرمندی کا ثبوت دیں اور اخلاق حسنہ اور اقدار عالیہ کی نشو و نما کو مرکز توجہ بنائیں تو دینی اداروں کے قیام کا مقصد پورا ہوگا اور مدارس کے ماحول سے نکلے ہوئے ملت کے جیالے اپنی بھلائی کے ساتھ ساتھ پوری قوم بلکہ پورے ملک کی خیر و فلاح میں زبردست عامل بن سکیں گے۔

مطالعہ کی طرف مائل کرنا

بلندیٔ اخلاق کی منزل کی بازیافت اُسی وقت ممکن ہے جب خود مدارس کے اساتذہ اور انتظامیہ کے افراد عملی لحاظ سے ان طلبہ کے سامنے نمونہ بن جائیں۔ تلامذہ کے تئیں اخلاق عالیہ کی افزائش میں اہل مدارس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مقدس مشن اور عظیم الشان کام دعوت الی اللہ (۴) کا انھیں خوگر بنائیں اور اس کے موثر ہونے میں اخلاق و کردار کی رفعت کو بے نقاب کریں۔ اس سلسلے میں طلبہ کو ان کتب کے مطالعہ کی طرف بھی راغب کرنا ہوگا جو امت اور افراد امت کے مقام و مرتبہ اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے تئیں ان کی ذمہ داریوں کو واضح اور دلنشیں انداز میں وا کرتی ہوں اور دوسری طرف اسلاف کی پرنور اور مثالی زندگیوں کو طشت ازبام کرتی ہوں۔

قلبی کشادگی و فراخدلی

ایک بڑی ذمہ داری جو اساتذۂ مدارس پر عائد ہوتی ہے، وہ یہ کہ وہ خود بھی فراخ ذہن اور کشادہ

قلب ہوں اور طلبہ و طالبات میں اس وصف کو نشو ونما دینے کے لیے کوشاں و سرگرم عمل ہوں۔ اس تربیت کے نتیجے میں طلبہ کے اندر اس وسعت ظرفی اور انسانوں کے مابین بھائی چارگی کا آفاقی تصور پیدا ہوگا اور ان کا وجود انسانیت کے لیے خوشگوار اور فال نیک ثابت ہوگا۔ برادری کا عالمگیر تصور قرآن مجید ان الفاظ میں دیتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً (۵)

اے لوگو! اپنے اس رب سے ڈرو جس نے تم لوگوں کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔

اخوت اور بھائی چارگی کے آفاقی تصور کو قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ بھی مبرہن کردیتی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا (۶)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تم کو گروہوں اور قبائل میں بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہوسکو۔

گویا انسان چاہے جس خطۂ ارض سے تعلق رکھتا ہو اور جس رنگ و نسل کا مدعی اور جس گروہ و قبیلہ کا حامی ہو، اس کے دوسرے انسانوں پر حقوق ہیں اور دوسرے انسانوں کے تئیں اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔

انسانیت کا سبق

رشتہ انسانیت ہی وہ رشتہ ہے جو دنیا کے تمام لوگوں کو ایک دوسرے کیلئے جینے کا سبق سکھاتا ہے۔ مذہب اسلام میں برادری کے آفاقی اور عالمگیر تصور کی معنویت اس حدیث قدسی سے بھی عیاں ہوتی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَارَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ إِنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِ أَمَا انك لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ

عِندِی (۷)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ایک بندے سے فرمائے گا کہ آدم کے بیٹے! میں بیمار تھا اور تو نے میری عیادت نہیں کی، تو بندہ تعجب سے کہے گا کہ اے میرے آقا! میں تیری عیادت کیسے کرتا، حالانکہ تو دونوں جہاں کا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمھیں نہیں معلوم تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو تو مجھے اس کے قریب پاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ایک بندے سے فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! میں نے تم سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، تو بندہ حیرت سے عرض کرے گا کہ اے میرے آقا! آپ تو ساری دنیا کے پالنہار ہیں، آپ کو میں کیسے کھانا کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا لیکن تو نے اسے کھانا نہیں دیا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں تھا کہ اگر تو نے اسے کھانا کھلایا ہوتا تو تو نے اسے میرے پاس پایا ہوتا۔ اسی طرح وہ ایک بندے سے فرمائے گا کہ میں پیاسا تھا، لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا تو بندہ (حیرت واستعجاب سے) کہے گا کہ اے میرے آقا! آپ تو پوری دنیا کو سیراب کرنے والے ہیں، آپ کو میں کیسے پانی پلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا، لیکن تو نے اسے پانی نہیں پلایا۔ سنو! اگر تو نے اسے پانی پلایا ہوتا تو تو اسے میرے پاس پاتا۔

انسانی قدروں کا تحفظ

مدارس کی مخصوص چہار دیواری میں جہاں اساتذہ کرام سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ اپنی شخصیت کو توسّع اور بہبودی انسانیت کا ترجمان بنائیں، وہیں ان سے یہ تقاضا بھی ہوتا ہے کہ جویائے تعلیم وتربیت طلبہ وطالبات کے اذہان وقلوب میں قرآن وسنت کی ان تعلیمات کی آبیاری کریں جو تمام انسانوں کے ساتھ حسن سلوک اور غمخواری کی ترجمان ہیں۔ مدارس کا امتیاز اس میں قطعاً نہیں ہے کہ شب وروز زبان پر قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں ہوں یا ان کی انفرادیت کی ترجمانی اس سے بھی نہیں ہوتی کہ چند احادیث مبارکہ اور قرآن پاک کی آیات کو ذہنوں میں محفوظ کرلیا جائے، ہدایہ اور قدوری کی عبارتیں ذہن نشین کرلی جائیں اور مخصوص نقطۂ نظر یا مسلک فکر پر طبع آزمائی کرتے ہوئے فرقہ بندی اور مسلک پرستی کے جذبہ وعمل کو شہ دیا جائے، بلکہ ان مدارس کا امتیاز اس میں مضمر ہے کہ پاکیزہ اور روحانی ماحول میں انسانی قدروں کے تحفظ کا سبق حاصل کیا جائے، پوری انسانی برادری کے تئیں جذبات اخوت ومحبت کی افزائش کی جائے، انسانیت، بشر دوستی اور ہمدردی خلائق سے متعلق قرآن وحدیث کی تعلیمات کو اس سلسلے میں راہنما

نقوش کے طور پر اختیار کیا جائے تاکہ عملی زندگی میں اسلام کے صحیح نمائندے بن کر ملک اور معاشرے میں بلکہ پوری دنیا میں حتی المقدور اسلام کی درخشاں تصویر پیش کی جاسکے۔

مسلکی تشدد سے اجتناب

مسلکی تشدد آج امت مسلمہ کے لیے عفریت ہے جو امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے ظاہری اور معنوی دونوں لحاظ سے کمزور و ناتواں بنا دیتا ہے اور دوسری طرف یہ امت افراد معاشرہ اور اقوام عالم میں ایک پستہ قد اور شکست خوردہ امت کی حیثیت سے متعارف ہوتی ہے۔ یہ مسلکی تشدد صرف امت مسلمہ کے وجود کو ہی مخدوش نہیں کرتا بلکہ کسی بھی ملک اور قوم کے خوشنما چہرے پر داغ بن کر ابھرتا ہے۔ ایسے حالات میں یکجہتی اور اتفاق کے منصوبے کما حقہ کارگر ثابت نہیں ہوتے اور نتیجتاً ملک و قوم کو بھی خسارہ اٹھانا پڑتا ہے۔

اتحاد امت کی تلقین

مدارس کے اساتذہ سے نہ تو اس بات کا مطالبہ ہوتا ہے اور نہ ہی یہ مقصود ہے کہ تمام لوگ ایک مسلک اور ایک مکتبۂ فکر کے نمائندے بن جائیں اور طلبہ کو بھی اسی نہج پر چلنے کے لیے مجبور کریں۔ نہ ہی یہ ممکن ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ ہاں مسالک اور مکاتب فکر کے اختلاف کے باوجود اساتذہ آپس میں ایک دوسرے کے تئیں رواداری اور فراخ دلی کا ثبوت دیں، جزئیات میں مختلف الخیال ہونے کے باوجود اصول اور کلیات میں ملت واحدہ ہونے کا عملی ثبوت پیش کریں اور ایک دوسرے کے مخصوص مسلک اور نقطۂ نظر کو قدر کی نگاہوں سے دیکھیں۔ یہ عملی نمونہ جب مدارس کے طلبہ و طالبات کے سامنے ہوگا تو ان کے سامنے اختلاف امتی رحمۃ ہونے کی معنویت بے نقاب ہوگی اور میدان عمل میں ان کا موقر وجود بھی تسلیم کیا جاسکے گا۔

مناظرہ بازی سے اجتناب

طلبہ اور طالبات کے اندر مناظرہ اور مناقشہ کے رجحانات کو فروغ دینا صحت مند فکر و خیال کی غمازی نہیں ہے۔ علمبرداران اسلام آپس میں انا اور تعلّی کے جذبے سے معمور ہو کر مناقشہ اور مناظرہ کی روش اختیار کریں اور خلاف شان رویّہ کا مظاہرہ کریں یہاں تک کہ ایک دوسرے کو کفر و الحاد کے فتووں سے نوازیں، یہ افراد امت کی شان سے فروتر عمل ہے، بلکہ یہ عمل عام متبعین اسلام کے لیے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اسلام سے وابستگی میں ایک بڑے حارج اور زبردست مزاحم کی حیثیت رکھتا ہے اور آپسی انتشار و افتراق کے لیے فضا ہموار کرتا ہے۔ انجام کار یہ ہوتا ہے کہ شیرازۂ وحدت منتشر ہوجاتا ہے، آپس میں

گروہوں اور جماعتوں کا وجود عمل میں آتا ہے اور ہر گروہ یا ہر جماعت کل حزب بما لدیہ فرحون (۸) کے مطابق اپنی حیثیت منوانے کے لیے فکرمند اور کوشاں رہتی ہے اور دوسرے کو مجروح کرنے میں جذبہ مسابقت کا ثبوت دیتی ہے۔ گویا یہی نہیں کہ امت داخلی مشکلات وخوارج میں گھرے رہنے کی وجہ سے کمزور ودرماندہ ہوجاتی ہے بلکہ قومی، ملکی اور عالمی سطح پر اس کی شبیہ خراب ہوجاتی ہے۔

موت کی یاد

آج دنیا میں ایک دوسرے کے حقوق پر دست درازی کی جارہی ہو یا مال وجان اور عزت وآبرو کو ناپاک عزائم کا ہدف بنایا جارہا ہو، باہمی عداوت ومنافرت کے شہ پانے کی بات ہو یا کمزوروں اور زیر دستوں پر ظلم وتعدی کا معاملہ، ان تمام قلق انگیز اور انسانیت سوز احوال کے وقوع پذیر ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج انسان موت کے بعد کی زندگی میں جوابدہی کے احساس کو بالائے طاق رکھ چکا ہے اور دنیوی مفادات ولذائذ اس کا مرکز توجہ بلکہ ہدف ومقصود بن گئے ہیں۔ یقیناً قرآن وسنت کی روشنی میں دنیا یا متاع دنیا شجر ممنوع نہیں ہے، بلکہ اگر مال جائز طریقے سے حاصل کیا جارہا ہو اور جائز مصارف میں استعمال ہورہا ہو، اسی طرح اگر اولاد صالح ہو اور دین داری کی راہ پر چلتے ہوئے مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن رہی ہو (۹) تو یہ دنیا 'حسنۃ' بن جاتی ہے جس کے لیے بندۂ مومن شب وروز کی نمازوں میں بھی اور دیگر اوقات میں بھی مالک حقیقی کے سامنے دست بدعا ہوتا ہے (۱۰) اسکے برعکس یہ دنیا اگر ناجائز طریقے سے حاصل کی جارہی ہو اور ناجائز مصارف میں استعمال ہورہی ہو اور اولاد اگر دین دارانہ روش سے منحرف ہوتے ہوئے بندۂ مومن کی آنکھوں کی شہتیر بن رہی ہو تو یہ مال واولاد زحمت اور مصیبت ہیں۔ (۱۱)

قرآن وسنت کے اس تصور کی آبیاری اور اس جہت سے طلبہ مدارس کی ذہن سازی کے لیے مدارس دینیہ کا ماحول بڑا ہی سازگار ثابت ہوتا ہے۔ ماحول اور معاشرے میں لعل وگہر بن کر نکلنے والے طلبہ اس فکر کی افزائش میں تردد وتذبذب کے شکار نہیں ہوتے بلکہ بطیب خاطر اسے قبول کرتے ہیں اور اس نقطۂ نظر کے فروغ میں عملی طور پر فعالیت کا ثبوت دیتے ہیں۔

عزلت نشینی سے اجتناب

یقیناً قرآن مجید اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں یہ تعلیم سامنے آتی ہے کہ یہ دنیا دارالعمل اور دارالاسباب ہے۔ (۱۲) اسباب ووسائل کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا یا انہیں چھوڑ کر گوشہ گیر نہیں ہوا جاسکتا۔ ترک دنیا یا عزلت نشینی ساد ھوانہ طرز زندگی ہے اور قرآن مجید اس کے خلاف علم بلند کرتا ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ

رِعَايَتِهَا (۱۳)

اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کرلی، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا، مگر اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انھوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اسکی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہیں کیا۔

دوسری طرف بندۂ مومن کے لیے دنیا مرغوب و محبوب یا مطلوب و مقصود نہیں ہے، بلکہ قائم و دائم رہنے والی آخرت کی زندگی ہی بندۂ مومن کی منزل مقصود اور متاع گراں مایہ ہے۔ اس فکر کو ذہن نشین کرانے کے لیے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر دنیا کی بے بضاعتی کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک جگہ تمثیلی انداز میں دنیا کی کم مائیگی اور اس کے بودے پن کو واضح کیا جاتا ہے۔ رب العالمین کا یہ فرمان ملاحظہ فرمایئے:

اِعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ م بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا (۱۴)

جان لو کہ یہ دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک کھیل اور دل لگی اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور تمہارا آپس میں ایک دوسرے پر فخر جتانا اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بارش ہوئی تو اس سے پیدا ہونے والی نباتات کو دیکھ کر کاشت کار خوش ہوگئے۔ پھر وہی کھیتی پک جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہوگئی پھر وہ بھس بن کر رہ جاتی ہے۔

دنیا کی اس زوال پذیری اور بے ثباتی کو نبی کریمؐ کے مقدس فرامین میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ ایک موقع پر رسالتمآبؐ نے فرمایا:

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (۱۵)

دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

دنیا کی زوال پذیری

دنیا کے بے وزن ہونے اور اس کے بے وقعت ہونے کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے جس میں اس کی مثال سمندر میں ڈبوئی ہوئی انگلی کے ناخن پر باقی رہنے والی تری سے دی گئی ہے۔ (۱۶)

آخرت کیلئے تیاری: قرآن و سنت کی روشنی میں ایک طرف تو دنیا کی بے وقعتی اور بے ثباتی سامنے آتی ہے اور دوسری طرف آخرت کی ابدی زندگی کے لیے فکرمند ہونے، تیار رہنے بلکہ اس سلسلے میں

جذبۂ مسابقت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی جاتی ہے۔ایک جگہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہوتا ہے:

یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ (۱۷)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو اس بات کے لیے فکر مند رہنا چاہیے کہ اس نے کل کی زندگی کے لیے کیا بھیج رکھا ہے۔

ایک جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

سَابِقُوا إِلَی مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ (۱۸)

ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین جیسی ہے، جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔

استغفار کی ترغیب: مغفرت الٰہی اور آخرت کی ابدی اور لازوال کامیابی کے حصول کی ترغیب وتشویق اس آیت کریمہ میں بھی واضح ہے:

وَسَارِعُوا إِلَی مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ (۱۹)

دوڑ چلو اس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جاتی ہے جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے اور جو تیار کی گئی ہے خدا ترس لوگوں کے لیے۔

صحیح وغلط میں تمیز: حدیث پاک میں ایسے شخص کو دانا و بینا اور عاقل و فرزانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے جو دنیا کی اس زندگی میں صحیح وغلط اور جائز و ناجائز میں تمیز کرتے ہوئے اور اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہوئے زندگی گذارے اور یہ کہ اس کی زندگی کا ہر عمل ابدی زندگی کی قیام گاہ کے حصول سے متعلق ہو جائے۔ رسالتمآبؐ کے یہ الفاظ قابل ملاحظہ ہیں:

اَلْكَیِّسُ مِنَّا مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (۲۰)

ہم میں سے ذکی و فطین وہ ہے جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے۔

دنیا اور سامان دنیا کے تعلق سے دینی جامعات کے طلبہ وطالبات میں یہ شعور پختہ کرنا کہ اس فانی زندگی کے سامان عیش و عشرت بھی فانی ہیں اور یہ کہ ان پر فریفتہ ہو کر لافانی زندگی کی مسرتوں سے محرومی ہاتھ آتی ہے۔ عقل و دانش کا تقاضا ہے کہ عبوری زندگی پر مستقل اور ابدی زندگی کو ترجیح دی جائے، اس زوال پذیر اور تغیر آشنا دنیا کے اسباب و وسائل کو لافانی دنیا کی لذتوں کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے

اور فکر و عمل اور سعی و کاوش کا محور اس زندگی کو بنایا جائے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے اور وہاں جو عیش و عشرت میسر ہوگی اس کو کبھی فنا نہیں ہے۔ اساتذہ اور تلامذہ کے مقدس اور روحانی رشتوں کے اس معدن و مرکز میں فانی اور لافانی زندگی سے متعلق ان افکار عالیہ کا چلن عام ہو جائے اور صحیح معنوں میں طلبہ کی شخصیت دنیا اور آخرت سے متعلق درخشاں قرآنی افکار کی ترجمان بن جائے تو بلا تردد یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ایسے طلبہ جب عملی زندگی میں قدم رکھیں گے تو خود اپنے گھر اور خاندان کے لیے اور دوسری طرف معاشرہ اور ملک کے لیے مفید و سود مند ثابت ہوں گے۔ اس لیے کہ دولت و ثروت سے بے جا محبت کے لیے ان کے دل میں گنجائش نہیں ہوگی، دنیا کی بے ثباتی سے وہ واقف ہوں گے اور آخرت کی ابدی زندگی کی لازوال کامیابی ان کے مطمح نظر ہوگی، اس لیے وہ جہاں کہیں بھی رہیں گے اپنی ذمہ دارانہ حیثیت کو فراموش نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسے لوگ دوسروں کے حقوق و مراعات کے تحفظ اور جان و مال اور عزت و آبرو کی بقا کو فریضہ قرار دے کر دنیا کے بازار میں سرگرم عمل رہیں گے۔

فساد فی الارض سے اجتناب: خدا کی زمین کو فساد سے بھر دینے کی جو سازشیں اختیار کی جاتی ہیں اور جن نت نئے حربوں کا استعمال کیا جاتا ہے ان میں ایک انتہائی مذموم و مسموم حربہ یہ ہے کہ دوسروں کے مذاہب اور ان کے مقدسات پر طعنہ زنی اور سب و شتم کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ ضلعی سطح پر ہو یا صوبائی سطح پر، ملکی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر اگر اس قسم کے جذبات اور اقدامات کسی بھی مذہب کے علمبردار کی طرف سے ہوں، بہر حال خوشگوار ماحول کو مکدر کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس اعتراف حقیقت سے گریز نہیں کیا جانا چاہیے کہ قومی اور بین الاقوامی دونوں سطح پر وقتاً فوقتاً مذہب کے معتقدات اور مقدسات پر طعنہ زنی اور ہرزہ سرائی کی جاتی ہے جس کی بنیاد پر حالات خراب ہوتے ہیں اور یہ عمل ایک طرف کسی بھی ملک یا قوم کی وحدت و سالمیت اور ترقی و کامرانی کی راہ میں مانع اور مزاحم بنتا ہے تو دوسری طرف اس کی شبیہ ملکی سطح پر بھی اور عالمی سطح پر بھی مخدوش ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں قرآن و سنت کے امین اور اخلاقی قدروں کے محافظ مدارس ہی وہ کارہائے نمایاں اور خدمات جلیلہ انجام دے سکتے ہیں جن کی بنا پر ملک میں امن کا ماحول بن سکتا ہے اور اقوام عالم میں ایک صحت مند اور توانا ملک کی حیثیت سے اس کی شناخت قائم ہو سکتی ہے۔ اساتذۂ مدارس اور ذمہ داران ادارہ کی توجہ طلبہ کی اچھی تربیت اور کردار سازی پر مرکوز ہوتی ہے اور اخلاص و دلسوزی کے ساتھ وہ انھیں قوم کی امانت سمجھتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مسئول و جوابدہ ہونے کے علاوہ اس عارضی دنیا میں بھی قوم و ملت کے مواخذہ کا احساس انھیں کچوکے لگاتا ہے اور دوسری طرف ملک و ملت کے لیے ماڈل کی شکل میں تیار شدہ طلبہ کے درخشاں مستقبل کا تصور انھیں مہمیز کرتا ہے کہ ان کی شخصیت کو آراستہ و مزین کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔

مدارس کی شناخت ہی اس سے ہے کہ وہ مثالی داعی پیدا کرتے ہیں اور بلاشبہ وسعت ظرفی، تحمل، کشادہ قلبی، بشر دوستی، داعیانہ اوصاف کے لوازم ہیں۔ چنانچہ اللہ کے وہ بندے جو اس کے عطا کیے گئے ضابطۂ زندگی کی شکل میں اسلام کی عظیم ترین نعمت سے محروم ہیں ان پر اور ان کے معبودوں پر سب وشتم کی سختی سے ممانعت کی جاتی ہے۔ قرآن مجید کی یہ تعلیم ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (۴۱)

یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں انھیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ (یہ شرک سے آگے بڑھ کر) جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

مقدسات کا احترام: گویا فرقہ واریت کو شہ دینے والے عوامل واسباب کی بیخ کنی کے ساتھ ہی ساتھ دوسرے مذاہب کے معابد و مقدسات کا احترام اور ان کی حفاظت کی تعلیم و تلقین قرآن وسنت کی تعلیمات سے مستنبط ہے اور تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ اسلامی حکومت میں غیر مسلم شہریوں کو پوری آزادی تھی کہ وہ اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوں اور پیش آمدہ امور ومسائل میں فیصلے ان کی مذہبی تعلیمات کے مطابق ہوں۔ ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت بھی اسلامی حکومت کی اہم پالیسیوں میں تھی۔ دوسرے مذاہب کے علمبرداروں، ان کی مقدس کتب اور عبادت گاہوں کے تئیں رواداری اور کشادہ ظرفی کی تعلیم اور مدارس دینیہ میں اس کے روح پرور مظاہر مدارس کو ہدف تنقید بنانے والوں کو آج بھی دعوت غور وفکر دیتے ہیں۔

آج عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کی آفاقیت، جامعیت اور اس کی سحر انگیزی سے اعداء اسلام ہراساں و پریشاں ہیں۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے انھیں خطرہ لاحق ہے، اس لیے اس کی عظمت و معنویت کو وہ مخدوش و مجروح کرنے کی سازشیں کررہے ہیں۔ قرآن مجید نے اعداء اسلام کی ان کوششوں کی تصویر کشی اپنے زمانۂ نزول میں کی تھی، لیکن کم وبیش ساڑھے چودہ سو سال قبل کا یہ اعلان آج کے دور پر پوری طرح صادق آتا ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِؤُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (۴۲)

وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کے پھونکوں سے بجھادیں لیکن وہ اپنے نور کو مکمل کرکے رہنے والا ہے۔

اسلام اور مغرب کی کشمکش: آج مشرق و مغرب کے تمام اغیار واجانب اسلام اور اہل اسلام کو مجروح کرنے پر متفق نظر آتے ہیں۔ بالخصوص اہل مغرب نے صلیبی جنگوں میں شرمناک ہزیمت و پسپائی کے بعد قلم و قرطاس کا سہارا لیا ہے اور فکری محاذ آرائی کا بیڑا اٹھایا ہے۔ قرآن مجید، محمد عربیؐ، ازواج مطہرات،

پردہ، غلامی، حقوقِ نسواں اور عدل و مساوات، ان کے خاص موضوعات ہیں جن پر یہ حضرات اپنے ذہن و فکر کی قوت اور قلم و قرطاس کا سرمایہ صرف کرتے ہیں۔ ان کی علمی اور تحقیقی کاوشوں کا بالعموم مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسلام کو ادیان و مذاہب کی بزم میں طفلِ مکتب ثابت کیا جائے جو اپنی خامیوں اور کوتاہیوں سے بھرا ہوتا ہے اور بڑوں اور بزرگوں کا حاشیہ نشیں بن کر خوشہ چینی کرتا ہے۔ گویا اسلام کے مقدس اور نورانی چہرے کو غبار آلود کرنا آج اعداء اسلام بالخصوص یورپ کے دانش وروں کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے۔ ایسے حالات سے نبرد آزمائی کے لیے عصری علوم کے مراکز پستہ قد نظر آتے ہیں۔ علم و تحقیق کے اس قافلے سے معرکہ آرائی اور دشمنانِ اسلام کو اسلام کے رخِ زیبا کی رونمائی وہ مراکزِ تعلیم و تربیت ہی کر سکتے ہیں جہاں قرآن اور سنت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور جہاں شرح و بسط کے ساتھ اسلام کی زرّیں تعلیمات کو مستند مآخذ و مصادر کے ذریعہ عام کیا جاتا ہے اور طلبہ کے ذہن و فکر کو ان سے مزین و آراستہ کیا جاتا ہے۔

قدیم و جدید فتنوں کا تعاقب: مدارس کے فارغین کی ہی ذمہ داری ہے کہ اسلام کے خلاف مشرق و مغرب کے اٹھتے ہوئے طوفانِ بلاخیز کا مقابلہ کریں۔ اس سلسلے میں ایک طرف تو ان کے شکوک و شبہات کا رفع و ازالہ کرنا ہوگا، اسلام سے متعلق ان کے اعتراضات کا جواب دینا ہوگا اور متعلقہ موضوعات سے متعلق مثبت انداز سے مستند مآخذ کی روشنی میں اسلام کی حقانیت کو پیش کرنا ہوگا۔ ہاں مؤثر اور دور رس اثرات و نتائج کے لیے فارغین مدارس کو حالات و ضروریات کے مطابق اپنے آپ کو تیار کرنا ہوگا اور اسلام کی عملی تصویر بنتے ہوئے مخاطب اور مدعو کی زبان پر دسترس حاصل کرنی ہوگی۔ اس سلسلے میں اساتذہ اور ذمہ داران مدارس کا رول بڑا اہم ہوگا۔ انگریزی زبان سکۂ رائج الوقت ہے، اگر اس کی قدر کی گئی اور اس میدان میں حذق و کمال پیدا کرلیا گیا تو داعی دنیا کے بازار میں بھی چمکتا ہے اور اس فریضہ منصبی کو بھی کما حقہ ادا کرنے کی پوزیشن میں ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ چنانچہ انتظامیہ کو ناگزیر ترین ضرورت کی حیثیت سے مخاطب اور مدعو کی زبان کو باضابطہ شامل نصاب کرنا چاہیے۔ طلبہ و طالبات کی صلاحیتوں میں اس جہت سے کس حد تک افزونی ہورہی ہے، کون سی خامیاں ہدف مقصود تک پہنچنے میں مانع ہورہی ہیں اور ان پر کیسے قابو پایا جاسکتا ہے، ان سب پر نظر رکھنا انتظامیہ کا فریضہ ہے۔ اساتذہ کو اس بات کا استحضار و یقین ہونا چاہیے کہ اگر قرآن، سنت اور فقہ میں بصیرت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ مخاطب کی سمجھی جانے والی زبان میں بھی طلبہ کے اندر ملکہ پیدا کردیں تو گویا حقیقی معنوں میں وہ ایسے مجاہد پیدا کرنے میں کامیاب ہیں جو احساس کمتری سے بالا ہوکر اسلام کے پرشکوہ وجود کو دنیا کے سامنے مستند ترین طریقے سے پیش کرسکیں گے، اسلام کے روشن چہرے پر اغیار کی جانب سے ڈالے گئے گرد و غبار کو صاف کرسکیں گے اور ان کی تہذیب و معاشرت کے نقائص اور معاشرۂ انسانی پر پڑنے والے منفی اثرات کی گرفت بھی

کر سکیں گے۔

جدید دنیا اور تحقیق: آج دنیا اکیسویں صدی کی دوسری دہائی سے گذر رہی ہے۔ ریسرچ و تحقیق کے متعدد معرکے سر کیے جا رہے ہیں، سائنس اور ٹکنالوجی بھی عروج پر ہے، مادی رفعت و بلندی بھی قابل رشک ہے ، اعلیٰ طرز رہائش اور خورد و نوش کے معیارات بھی قابل فخر ہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ پوری دنیا پر مادیت کا عفریت سوار ہے اور اس کے برعکس روحانیت عنقا ہوتی جا رہی ہے اور اخلاقی قدریں روبہ زوال ہو رہی ہیں، بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انسانیت ہر چوراہے اور ہر شاہراہ پر شرمسار ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں اگر کسی مخصوص قوم و ملت کی نشاۃ ثانیہ مقصود ہو تو یا کسی ملک و وطن میں امن و آشتی اور خوشحالی و فارغ البالی مطلوب ہو تو، آج انسانیت کے علم برداروں کو اور امن و آشتی کے متوالوں کو روحانیت کے مراکز کی طرف رجوع کرنا ہوگا، کیونکہ مسیحائی انہی اداروں سے متوقع ہے جہاں بوریوں اور چٹائیوں پر بیٹھ کر اخلاق فاضلہ کے درس دیے جا رہے ہوں، جہاں اسلام کی آفاقیت کو ذہنوں میں نقش کیا جا رہا ہو اور عالمگیر برادری کے تصور کو تحریک مل رہی ہو، جہاں رواداری، کشادہ ظرفی کا سبق پڑھایا جاتا ہو، دلائل و براہین سے موقف کی وضاحت ہوتی ہو اور مناقشہ و مباحثہ کے رجحانات کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہو، جہاں حقوق انسانی کے تحفظ سے متعلق قیمتی اسباق گوش گذار کئے جاتے ہوں، طعنہ زنی اور سب و شتم کے رویّہ کو مذموم قرار دے کر دوسرے مذاہب، ان کے پیشواؤں اور ان کے مقدسات کی حفاظت کو فریضۂ منصبی قرار دیا جاتا ہو اور جہاں معاندین اسلام کی جارحیت اور ان کے ذہن و قلم کے بے محابا استعمال اور اشتعال انگیز نتائج کے خلاف فکری اور علمی تیاری کرائی جاتی ہو اور مدعو یا مخاطب معاشرہ کی زبان میں تحریر و تقریر کی مشق و تمرین کرائی جاتی ہو۔

(حواشی)

(۱) محمد بن اسماعیل البخاری: الجامع الصحیح، ج۱، کتاب الایمان، ص ۶ (۲) الصف: ۲-۳
(۳) النحل: ۱۲۵ (۴) فصلت: ۳۳ (۵) النساء: ۱ (۶) الحجرات: ۱۳
(۷) مسلم بن حجاج القشیری: الجامع الصحیح، ج۲، کتاب البر، ص ۳۱۸ (۸) الروم: ۳۲ (۹) الفرقان: ۶۳
(۱۰) البقرۃ: ۲۰۱ (۱۱) التغابن: ۱۵ (۱۲) الکہف: ۲ (۱۳) الحدید: ۲۷
(۱۴) الحدید: ۲۰ (۱۵) مسلم بن حجاج القشیری: الجامع الصحیح، ج۲، کتاب الزھد، ص ۴۰۷
(۱۶) ابو عیسیٰ الترمذی: جامع الترمذی، ج۲، ابواب الزھد عن رسول اللہ، ص ۵۶
(۱۷) الحشر: ۱۸ (۱۸) الحدید: ۲۱ (۱۹) آل عمران: ۱۳۳
(۲۰) احمد بن حنبل: المسند، ج۲، ص ۱۳۲ (۲۱) الانعام: ۱۰۸ (۲۲) الصف: ۸

مولانا حامد الحق حقانی
مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ

دارالعلوم کے شب و روز

حضرت مہتمم صاحب کی مصروفیات: دفاع پاکستان کونسل کا سربراہی اجلاس

۷ ستمبر اسلام آباد کو دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں کا سربراہی اجلاس منعقد ہوا، اجلاس کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق کی صدارت میں منعقد ہوا ۔افغان مہاجرین کی سابقہ جہادی گروپوں کے سرکردہ رہنماؤں کے ۳۰ رکنی وفد نے مولانا محمد سعید ہاشمی کی قیادت میں دفاع پاکستان کونسل کے قائدین سے اسلام آباد میں ملاقات کی اور اجلاس میں اپنی مشکلات پیش کیں ۔ملاقات میں کونسل کے چیئرمین مولانا سمیع الحق، پروفیسر حافظ محمد سعید،امیر جماعت اسلامی سراج الحق بلیاقت بلوچ،مسلم کانفرنس کے سردار عتیق احمد خان، مولانا فضل الرحمٰن خلیل، مولانا سید محمد یوسف شاہ، امیر جمعیۃ علماء پاکستان کے مولانا اویس نورانی، مولانا عبدالرحمٰن مکی، کشمیری رہنما کمانڈر محمد صفی اور دیگر موجود تھے۔ وفد نے اپنے مطالبات پیش کئے اور کونسل کے قائدین سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمارے درج ذیل مطالبات کو متقدر حلقوں تک پہنچائیں ۔(۱) جن افغانیوں کے پاس رجسٹریشن کارڈ ہے، ان کو قیام امن تک توسیع دی جائے ۔(۲) غیر رجسٹرڈ کا کارڈ جاری کیا جائے ۔(۳) افغانستان کیلئے آمدورفت کی اجازت دی جائے ۔(۴) تاجروں کے مسائل پر خصوصی توجہ دی جائے ۔(۵) تعلیمی اداروں میں داخلوں پر پابندیوں کو ہٹایا جائے۔ (۶) ہسپتالوں میں علاج ومعالجہ کی سہولت بحال کی جائے ۔(۷) پاکستان کے مختلف اداروں میں قید ہزاروں افراد کو رہا کیا جائے۔کونسل کے قائدین نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ ہر سطح پر مہاجرین کے مسائل کو اجاگر کریں گے۔فوری طور پر دفاع پاکستان کونسل کی ایک کمیٹی بنائی گئی جو وزیر داخلہ، وزیر سرحدات، وزیراعلیٰ کے پی کے، گورنر کے پی کے اور ایجنسیوں اور متقدر حلقوں کے ذمہ داران سے ملاقات کرکے انہیں مہاجرین کے مسائل اور مشکلات سے آگاہ کریں گے۔کونسل نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ کشمیر میں انڈیا کے جاری مظالم طویل ترین کرفیو، بنگلہ دیش میں محب وطن پاکستانیوں کی پھانسی بھارت کے ساتھ امریکہ کے حالیہ معاہدوں جیسے مسائل پر عید کے بعد پشاور تا کراچی کوئٹہ میں عوامی احتجاجی مظاہروں کا انعقاد کیا جائے گا،اسی طرح عید کے فوراً بعد تمام مذہبی اور سیاسی جماعتوں کا اے پی سی بھی بلائی جائے گی۔

☆ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ اور عالمی ادارہ صحت کی دعوت پر عالمی کانفرنس جدہ تشریف لے گئے جس کی صدارت امام کعبہ شیخ صالح بن حمید نے کی۔ مولانا سید یوسف شاہ بھی حضرت مہتمم صاحب کے ہمراہ تھے۔

☆ ۱۰ ستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مردان کی دعوت پر ختم نبوت کانفرنس میں تشریف لے گئے اور خصوصی خطاب فرمایا۔

☆ ۱۳ ستمبر کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر اکوڑہ خٹک کی عیدگاہ میں نماز عید پڑھائی اور مفصل خطاب فرمایا۔

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی دارالعلوم آمد

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ ۷ ستمبر کو دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ پیر طریقت حضرت مولانا مفتی مختار الدین صاحب خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب (کربوغہ شریف) سینیٹر طلحہ محمود، نامور عالم دین معروف خطیب جامعۃ الرشید کے ڈائریکٹر مولانا مفتی سید عدنان کاکاخیل تھے۔

مسافران آخرت

حضرت مولانا عبدالحنان فاضل دیوبند کے بیٹے اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کے ماموں زاد بیٹے پروفیسر عبید الرحمٰن صاحب طویل علالت کے بعد بروز بدھ ۲۱ ستمبر ۲۰۱۶ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم دارالعلوم کے استاد مولانا نقیب احمد، ڈاکٹر مجیب الرحمٰن کے والد محترم تھے، نماز جنازہ حضرت مہتمم صاحب نے پڑھایا علاقہ بھر سے علمائے کرام اور عام و خاص نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

مولانا اکرم ہمدانی جمعیت علماء اسلام کے اہم رہنما اور دارالعلوم کے انتہائی مخلص ممبر وفات پا گئے قارئین سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے، قاری محمد امین صاحب جامعہ عثمانیہ ورکشاپی کے بانی کی صاحبزادی، قاری اخلاق احمد، قاری حسنات احمد کی ہمشیرہ انتقال فرما گئیں سب کے رفع درجات کی دعا کی جاتی ہے۔

اساتذہ دارالعلوم کی حج بیت اللہ کی زیارت

الحمدللہ جامعہ کے اساتذہ کرام نے اس سال بھی حرمین شریفین کا سفر کیا اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ جن میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب، راقم حامد الحق حقانی، مفتی مختار اللہ حقانی، مولانا عرفان الحق، مولانا محمد اسرار، مولانا ظفر الحق، مولانا شیر عالم، مولانا حمایت الحق، مولانا فیض الاسلام، مولانا رشید الاسلام، عمار شفیق، عبدالحق ثانی، حذیفہ شفیق وغیرہ شامل ہیں۔ ان حضرات نے مقامات مقدسہ میں جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی ترقی اور دشمن کے شر ور فتن سے حفاظت کی دعائیں مانگیں۔

محمد اسرار ابن مدنی
نائب مدیر الحق

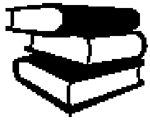

تعارف وتبصرہ کتب

- **فتاوی عثمانیہ** (جلد۱۰) زیر نگرانی : حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ

ضخامت جلد ۱۰: ۴۸۸ صفحات ناشر: العصر اکیڈمی جامعہ عثمانیہ نوتھیہ پشاور

دارالعلوم حقانیہ اوران کے فضلاء کو اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں بے شمار ترقیات سے نوازا ہے یہاں کے فضلاء صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی مختلف دینی خدمات انجام دینے میں مصروف عمل ہیں،تصنیف وتالیف ہو یا دعوت وتحقیق ، جہادوسیاست ہو یا طریقت،فقہ وافتاء ہو یا درس و تدریس ہرشعبے میں جامعہ کے ہونہار فضلائے کرام خدمات او فرائض انجام دے رہے ہیں۔زیر نظر مجموعہ ''فتاوی عثمانیہ'' دارالعلوم حقانیہ کے فاضل ،سابق مدرس اور نگران دارالافتاء حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن مدظلہ کے علمی اور فقہی بصیرت اور علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔جنہوں نے بیس سال کے عرصہ میں جامعہ عثمانیہ کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے فتاوی جات کو انتہائی احسن اور اعلیٰ انداز میں مرتب ومدون کیا۔اس سے پہلے دارالعلوم حقانیہ کے فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ میں بھی وہ مسلسل متحرک رہے۔اس کتاب پر تقریظ میں مولانا سمیع الحق صاحب رقمطراز ہیں:

> ''فتاویٰ عثمانیہ کی اس ترتیب میں دیگر شائع شدہ فتاویٰ سے الگ اسلوب اختیار کیا گیا ہے، ہر کتاب کی ابتداء میں مباحث ابتدائیہ کے عنوان سے اس کتاب کی اہمیت اس کے متعلق بعض مصطلحات اوران کی تعریفات اور دیگر ضروری باتوں کی وضاحت کی گئی ہے اوراس کے بعد اسی کتاب کے متعلق لوگوں کے استفسارات کے باحوالہ جوابات ذکر کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے فتاویٰ کی افادیت میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے''

فقیہ ہند حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اس مجموعہ کی افادیت اور خصوصیت کے متعلق لکھتے ہیں:

> ''اس کتاب میں نئے مسائل بالخصوص معاملات سے متعلق احکام کی بڑی مقدار آ گئی ہے اور جدید مسائل کو خصوصی اہمیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے ،مسائل میں خاصا تنوع ہے فہرست پر سرسری نگاہ ڈالنے سے یہ اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں بہت سے ایسے مسائل آ گئے ہیں جو معاصر کتب فتاویٰ میں موجود نہیں ، عام طور پر فتاویٰ کی زبان آسان اور عام فہم ہے اس سے عوام کو استفادہ کرنے میں

سہولت ہے۔"

فتاویٰ کی ابتداء کتاب العقائد سے شروع ہے اور اختتام کتاب المیراث پر دسویں جلد میں ہے۔ اشاعت سے پہلے پہلی جلد میں برصغیر پاک و ہند کے جید علمائے کرام کی خدمت میں توثیق ارسال کی گئیں جس پر جید علمائے کرام خصوصاً مہتمم دارالعلوم دیوبند ،صدر وفاق المدارس ،سرپرست جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور، نائب صدر دارالعلوم کراچی اور مدیر المعھد العالی اسلامی حیدرآباد انڈیا، کے جید اکابرین کے تقدیقی تعریفی اور توثیقی کلمات سے مزین ہے۔ اگرچہ بعض تقاریظ کو بطور تبرک شامل کیا گیا ہے، اصل کتاب سے زیادہ تعلق نہیں۔

جلد اول میں حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا پیش لفظ اور فقہ اور فتویٰ کے نام سے حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب کا مقدمہ اہل علم کے لئے خاصے کی چیز ہے۔ دس جلدوں پر مشتمل یہ عظیم علمی، فقہی ذخیرہ کو منظر عام پر لانے جدید خطوط پر مرتب کرنے اور منفرد اسلوب اپنانے پر اس کے مرتب حضرت مولانا مفتی نجم الرحمٰن صاحب،نگران اعلیٰ حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب اور ان کے معاونین حضرت مولانا حسین احمد،مولانا مفتی ذاکر حسن نعمانی،مولانا مفتی محمد یحییٰ اور مولانا احسان الرحمٰن قابل صد تحسین وتبریک ہیں۔ کتاب کی اعلیٰ طباعت اور ظاہری و معنوی آرائش وزیبائش کی وجہ سے مزید چار چاند لگ گئے ہیں۔ یہ عظیم مجموعہ جامعہ عثمانیہ تو ھیہ روڈ پشاور، 03329987885 سے بارعایت دستیاب ہے۔ (مبصر:ابن مدنی)

● نقوش حیات: مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ ضخامت: ۴۷۲ صفحات

ناشر: کتب خانہ نجم الہدیٰ کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ عصر قریب کے نابغہ روزگار شخصیت میں سے ایک تھے، جن کی پوری زندگی تعلیم و تدریس، افتاء وارشاد اور تصنیف و تالیف میں گزری، قاضی صاحب مرحوم اپنے تبحر علمی ،وسعت مطالعہ ،سادگی،قناعت، زہد وتقویٰ کے لحاظ سے اسلاف دیوبند کا ایک جیتا جاگتا نمونہ تھے۔ زیر تبصرہ کتاب "نقوش حیات" مولانا قاضی عبدالکریم کلاچویؒ کی وفات حسرت آیات پر جید علماء کرام ،اہل قلم اور ان کے تلامذہ و متعلقین کی طرف سے لکھے گئے مضامین و مقالات ،تعزیتی شذرات اور کالموں کے علاوہ تعزیتی خطبات کا مجموعہ ہے۔ جسمیں مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ،مولانا زاہد الراشدی، قاضی نسیم احمد، مولانا الطاف الرحمٰن، مولانا عبدالقیوم حقانی، مولانا محمد زمان کلاچوی، قاری عبدالرشید انصاری، مولانا فدا الرحمٰن درخواستی وغیرہ کے مضامین خصوصی مطالعے کے مستحق ہیں۔ قاضی صاحب مرحوم کی دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے علمی اور سیاسی وابستگی قابل رشک تھی، اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود مولانا سمیع الحق کی خصوصی توجہ پر فتاویٰ دارالعلوم حقانیہ کی نظر ثانی اور تصحیح فرماتے رہے۔ کتاب میں

ابواب اور فصول کی کوئی خاص ترتیب نہیں اور نہ ہی مرتب معلوم ہے، البتہ حضرت قاضی صاحب کی مستقل مرتب و مدون سوانح حیات لکھنے کیلئے یہ مجموعہ ریفرنس بک کی حیثیت رکھتی ہے۔۴۷۲ صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب، مضبوط جلد بندی اور درمیانی کاغذ کیساتھ کتب خانہ نجم المدارس نزد مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان 0966-760322 سے ۴۵۰ روپے میں دستیاب ہے۔ (مبصر: مولانا اسرار مدنی)

● غُنية المتملي في شرح منية المصلي (حلبي صغير)

مؤلف: الشيخ ابراهيم الحلبي الحنفي ضخامت: ۳۱۲ صفحات ناشر: زمزم پبلشرز، کراچی

فقہ حنفی میں منية المصلي کی اہمیت اہل علم سے مخفی نہیں، کتاب الصلاة کے جملہ مسائل کے حل کے لئے یہ کتاب بنیادی اہمیت کی حامل ہے، اہل علم و فتویٰ اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتے، اب تو خیر اس کتاب کو ارباب مدارس اتنی توجہ نہیں دیتی جتنی کہ وہ مستحق ہیں تاہم پچھلے ادوار میں یہ ایک مرجع و ماخذ سمجھی جاتی تھی اور اس پر عربی زبان میں بڑے بڑے اہل علم نے حواشی اور شروحات لکھی ہے اور آج بھی اس کی عربی، اردو شروحات منظر عام پر آرہی ہے۔ اس کتاب کی ایک شرح حلبي صغير کے نام سے مشہور ہے جس کا مکمل نام غُنية المتملي في شرح منية المصلي ہے، تاہم پرانی چھاپ والی کتاب سے استفادہ کرنا ذرا مشکل کام تھا اللہ جزائے خیر دے، زمزم کے ارباب اہتمام کو کہ انہوں نے اسکی طباعت کا اہتمام کیا بہت ہی خوبصورت انداز میں اسے شائع کرکے اعلیٰ کمپوزنگ اور طباعت سے آراستہ کیا۔ انتہائی عرق ریزی سے تیار کردہ فقہ حنفی کا یہ حسین گلدستہ طلبائے علوم نبوت کیلئے انتہائی مفید، جانفزا، کارآمد سوغات سے کم نہیں، خصوصاً فقہ کے طلباء اور علماء دونوں کے لئے ایک نعمت اور قیمتی تحفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنف کے لئے اعلیٰ درجات کا ذریعہ بنائے اور ارباب اہتمام زمزم کو مزید علمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے (مبصر: مولانا اسلام حقانی)

● تنبيه الولاة والحكام على احكام شاتم خير الانام او احد اصحابه الكرام

تصنیف: علامہ محمد امین ابن عابدین الشامی تحقیق و تخریج: مولانا مفتی ثناء اللہ

ضخامت: ۲۹۵ صفحات ناشر: مرکز البحوث الاسلامی مردان

علامہ ابن عابدین شامی کے علمی وقار، فقہی منزلت اور اجتہادی عبور، عملی عظمت کسی تعارف کی محتاج نہیں، ان کی شہرت ان کے مشہور زمانہ کاوش الرد المختار علی در المختار کے مرہون منت ہے، جس سے کوئی عالم، کوئی محقق، کوئی مفتی اور کوئی قاضی مستغنی نہیں رہ سکتا، بایں ہمہ علامہ مرحوم کی دیگر

تصنیفات اور علمی کاوشیں بھی بکثرت پائی جاتی ہیں، جن میں مجموعة الرسائل لابن عابدین کافی شہرت رکھتے ہیں، جس میں مصنف علام نے مختلف علمی ،فقہی ،مسائل اور موضوعات پر چھوٹے چھوٹے رسائل لکھ کر جمع کئے۔تاہم طباعت کے حوالے سے یہ رسائل ایسے شائع ہوکر چھپتے ہیں کہ قاری کو اس کے مطالعے کے دوران بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے،اس کی اعلیٰ طباعت پر کسی نے خاص توجہ نہیں دی،اگر چہ عالم عرب میں الشیخ محمد عبدالرحمن الشاغول نے اسی مجموعہ پر تحقیقی کام کیا جسے مکتبہ الازھریہ القاھرہ مصر نے دوضخیم جلدوں میں شائع بھی کیا،اوراب یہاں پاکستان میں بھی ان رسائل پر تحقیقی کام کا آغاز ہوا۔

زیرتبصرہ کتاب تنبیہ الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام علامہ ابن عابدین کے ان رسائل میں سے ایک رسالہ کا نام ہے، جو شاتم الرسولؐ کے حوالہ سے تمام فقہی شرعی احکام کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔اس قیمتی رسالہ پر نوجوان محقق حضرت مولانا مفتی ثناءاللہ صاحب نے کافی محنت کرکے پوری لگن اور دل لگی کے ساتھ نہایت ہی نفیس ،اعلیٰ اور خوبصورت کاوش تیار کی۔محقق کا مقدمہ اور مولانا سجاد الحجابی کا پیش لفظ بیش بہا معلومات کا خزینہ ہے،مفتی ثناءاللہ اس سے قبل بھی علامہ ابن عابدین کے رسالے نشر العرف پر کام کرچکے ہیں، اوراس کتاب کی تحقیق وتخریج کے ہر پہلو اور ہر گوشے کا خیال رکھتے ہوئے اُسے مرتب کیا اور شائع کرنے کی سعادت بھی حاصل کی،یقیناً محقق کتاب مفتی ثناءاللہ قابل داد اور لائق صد تحسین ہیں،اللہ تعالیٰ مزید علمی خدمات کی توفیق عطافرمائے۔(مبصر:مولانا اسلام حقانی)

● **جمال محمدیؐ درس بخاری کے آئینے میں** تالیف:شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا

ضخامت:۱۶۰۰صفحات(۳جلدیں) ناشر: ازہراکیڈمی لندن برطانیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا،ایک معروف علمی اور روحانی شخصیت کےطورپر پہچانے جاتے ہیں،زیرتبصرہ کتاب ان کے ارشادات کا وہ مجموعہ ہے، جوانہوں نے مختلف مقامات اور مختلف مجالس میں سیرت النبیؐ اور جمال محمدیؐ کے موضوع پر درس ،تقریر اور وعظ کی صورت میں،بیان کئے ،تاہم ان پرتاثیر ارشادات کے ذریعے انہوں نے نبی کریمؐ کی جمالیت پر روشنی ڈالی ہے اور نبی کریمؐ کے مکمل حیات اور زندگی کے ہر گوشے کوایسے سہل انداز میں پیش کیا ہے کہ قاری کتاب کو شروع کرے تو اسے اکتاہٹ محسوس نہیں ہوگی ،یہ اکثر بیانات اور تقریریں درس بخاری یا دیگر کتب احادیث کے افتتاحی یا اختتامی تقاریب میں کی گئی ہیں اور نام بھی ’’جمال محمدیؐ درس بخاری کے آئینے میں‘‘ رکھ دیا گیا ہے ۔جمال محمدی پر پورا ذخیرہ احادیث ،اقوال صحابہ اور آثار علماء کے ذریعے روشنی ڈالی گئی ہے،اسکے علاوہ بھی یہ تینوں

جلدیں علمی نکات، تاریخی واقعات اور ذاتی مشاہدات پر مشتمل مجموعہ ہے، اپنے موضوع پر اچھی کاوش ہیں طباعت بھی اعلیٰ اور کاغذ بھی اعلیٰ۔ اللہ کرے فاضل مؤلف کو مزید علمی اور روحانی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ (مبصر: مولانا اسلام حقانی)

● **جمال محمدیؐ کی جلوہ گاہیں** تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا

ضخامت: ۵۱۰ صفحات ناشر: ازہر اکیڈمی لندن برطانیہ

زیر تبصرہ کتاب جمال محمدی کی جلوہ گاہیں بھی سیرت النبیؐ کے موضوع پر مشتمل حضرت مولانا یوسف متالا صاحب کے قیمتی ارشادات کا مجموعہ ہے جس میں انہوں نے سیرت نبویہؐ پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور نبی کریمؐ کے جلوہائے جمال کا خوبصورت تذکرہ بھی کیا ہے اور جلوہائے جمال نبویؐ کے ضمن میں عاشقان محبوب خدا کا بھی گاہے بگاہے ذکر موجود ہے، گویا کہ یہ عاشقان محبوب خدا بھی جلوہائے جمال محمدی کا ایک روح اور ایک پہلو ہے اور ان عاشقان محبوب خدا کے عشق نبوی کے واقعات اور حالات کا بھی مفصل ذکر کیا گیا ہے، یہ کتاب اہل علم کے لئے بیش بہا معلوماتی خزینہ سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کے اس پرنور مجموعہ کو شرف قبولیت سے نوازے۔ (مبصر: مولانا اسلام حقانی)

● **مشائخ احمد آباد** تالیف: شیخ الحدیث حضرت مولانا یوسف متالا

ضخامت: ۶۰۰ صفحات ناشر: ازہر اکیڈمی لندن برطانیہ

زیر تبصرہ کتاب "مشائخ احمد آباد" ہندوستان کے شہر احمد آباد کے مشائخ اور صوفیائے کرام کے حالات زندگی پر مشتمل (جس میں اس شہر کی تاسیس سے لے کر نویں صدی تک کے بزرگوں کے حالات کا) تذکرہ ہے، احمد آباد اس وقت ہندوستان میں واقع ہے اس زرخیز خطہ نے بڑے بڑے علماء، مبلغین اور صوفیاء کرام کو جنم دیا ہے، احمد آباد ایک مدت دراز تک سفینۂ علم و عمل رہا ہے۔ یہ کتاب اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے بہت اہم ہے، بالخصوص ان احباب کے لئے جو تاریخ اور تذکرہ نویسی اور سوانحی ادب سے دلچسپی رکھتے ہیں ان کیلئے بہت بڑا سرمایہ ہے۔ کتاب میں موجود ہر شخصیت کی سوانح پر مستند کام کر کے مشائخ احمد آباد کے حالات، اخلاق، اعمال اور علمی خدمات کو جمع کر کے اہل علم کے سامنے پیش کر دیا اور کتاب کا نام بھی "مشائخ احمد آباد" رکھ دیا گیا۔ اپنے موضوع پر بہترین کاوش اور اعلیٰ طباعت سے آراستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف کے کام میں برکت عطا فرمائے۔ (مبصر: مولانا اسلام حقانی)